Edited

5c

دھمپد

یا

سچی راہ

(مہاتما گوتم بدھ کے تلقینات مقدّس کا منظوم اردو ترجمہ)

مترجم

بشیشور پرشاد منوّر لکھنوی

Dampad

انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ

منورؔ لکھنوی صاحب نے "دھم پد" کا منظوم ترجمہ اردو زبان میں کرکے بدھ مت کی بنیادی تعلیم کو عوام تک پہنچا دیا ہے۔ سیکولر ہندستان میں اس کے شہریوں کا ہر مذہب کے بنیادی اصولوں سے واقف ہونا ان میں ایک بین الاقوامی ذہنیت اور وسیع مشرب کی روح پیدا کرنے کے لئے بہت ضروری ہے۔ اور اسی مقصد کے تحت انجمن نے اس ترجمے کی اشاعت کی ذمہ داری قبول کی تھی۔

اب منورؔ صاحب کی محنت کا یہ کامیاب نتیجہ اردو داں عوام کے سامنے پیش کیا جارہا ہے۔

علی گڑھ
یکم ستمبر سنہ ۱۹۵۴ء

جنرل سکریٹری
انجمن ترقی اردو (ہند)

شروع کی بات

ہر مذہب کے جواہر خانے میں ایک دمکتا ہوا کندن ہوتا ہے گیتا
جس طرح ہندو دھرم گرنتھوں کا خلاصہ ہے، انجیل مقدس جس طرح حضرت عیسیٰ
مسیح کے آئینے کی طرح صاف وشفاف دل کا پرتو ہے۔ قرآن کریم میں
جس طرح اسلام کی روح جھلکتی ہے۔ زردشت نے جس طرح ژند دستا
میں اپنا کلیجہ نکال کر رکھ دیا ہے۔ گرونانک جس طرح شری گرنتھ صاحب میں
حقیقت کی روشنی کو اجاگر کرتے ہیں۔ اسی طرح دنیا کے عظیم الشان
رہبر صادق مہاتما ساکی منی گوتم کے دھرم اپدیشوں کی روح دھمپد
میں کھینچ کر رکھ دی گئی ہے۔ سچی راہ اسی مقدس ترین کتاب کا منظوم
اردو ترجمہ ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ ترجمے میں دھمپد کے مطالب
زیادہ سے زیادہ وضاحت کے ساتھ ادا ہو جائیں۔ خشک مطالب کے
لئے نظم کا جامہ شاید اکثر نکتہ سنجوں کو موزوں نہ معلوم ہو لیکن نظم کے

ترنم میں مطالب کی خشکی بھی دل پذیر بن جاتی ہے اور اس کو یادداشت میں محفوظ رکھنے کے لئے نظم جس قدر ممد و معاون ثابت ہوتی ہے اتنی نثر میں نہیں ہوتی۔

بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک زبان کے مطالب کو دوسری زبانوں میں منتقل کرتے وقت کچھ ایسے الفاظ سامنے آجاتے ہیں جن کا نعم البدل دوسری زبان میں آسانی سے نہیں مل سکتا۔ اسی لئے توضیحی نوٹ درج کرنے پڑتے ہیں۔ اس ترجمہ میں بھی بعض الفاظ کا صحیح مفہوم اردو میں ادا نہیں ہو سکا ہے۔ اس لئے یا تو زیادہ صراحت کے ساتھ نظم ہی میں مطلب ادا کر دیا گیا ہے یا اصل لفظ استعمال کر کے اس کی تشریح کر دی گئی ہے۔

جس طرح آج سے چودہ برس پہلے گیتا کے ترجمہ[۱] منظوم کو عام و خاص حلقوں میں مقبولیت ہوئی ہے امید ہے اسی طرح دھمپد کا یہ ترجمہ بھی مفید اور مقبول ثابت ہوگا۔

بشیشور پرشاد منور

۱ے یہ ترجمہ نسیم عرفان کے نام سے ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا تھا۔ دنیائے ادب نے گیتا کے جتنے ترجمے اس وقت تک اردو نظم میں ہو چکے تھے۔ ان میں نسیم عرفان کو بہترین ترجمہ قرار دیا تھا۔ بعض اہل الرائے نسیم عرفان کے متعلق ابھی تک اسی رائے پر قائم ہیں (منور)

دھمپد کے منظوم ترجمے پر علامہ کیفی کا اظہارِ رائے

بدھ مذہب کی مشہور کتاب دھمپد کا اردو نظم میں ترجمہ جو بابو بشیشور پرشاد منور نے کیا ہے میری نظر سے گزرا۔ منور صاحب کا شمار اردو کے اچھے شاعروں میں ہوتا ہے۔ مختلف زبانوں کی اہم تصانیف کو اردو نظم کا جامہ پہنانے میں ان کو ید طولےٰ حاصل ہے۔ اس سے پہلے ان کا بھگوت گیتا کا منظوم ترجمہ نہایت مقبول ہو چکا ہے۔ زیر نظر ترجمہ کو میں نے ادھر ادھر سے دیکھا اور بہت پسند کیا۔ اصل موضوع کو جو اکثر جگہ نہایت دقیق ہے اردو نظم میں ڈھالنے کی یہ نہایت کامیاب کوشش ہے۔ ترجمہ کی زبان فصیح اور سلیس ہے۔ اصل موضوع کو اس اسلوب میں منتقل کیا ہے کہ مشکل اور دقیق مسائل آسانی سے سمجھ میں آجاتے ہیں۔ میری رائے میں یہ ترجمہ اردو کے ادبی تمول میں قابل قدر اضافہ ہے۔

برجموہن دتاتریہ کیفی

۱۲ دسمبر ۱۹۵۲ء

تصویرِ حقیقت

(دنیا کا عظیم ترین انسان مہاتما بدھ)

یہ کس کا پیکر ظلمت ربا اعجاز فرما ہے
سمایا جا رہا ہے کون یہ چشم منور میں

تصور کس کی بند آنکھوں کو رنگ خاص دیتا ہے
نہاں ہیں جنتیں کس کے سکون روح پرور میں

گلستاں دیکھ کر کس کو ہوئے جاتے ہیں شرمندہ
ہویدا یہ لطافت ہو نہیں سکتی گل تر میں

مشام جاں معطر ہو ہوا سے کس کے دامن کی
شگفتہ پھول ہے گویا کنول کا حوض کوثر میں

جز و کل کا تعلق آئنہ ہے ذات سے کس کی
یہ قطرے مل رہے ہیں کس کی کاوش سے سمندر میں

بدل دیتا ہے فطرت آدمی کی یہ فسوں کس کا
یہ کس کے سحر سے رعشہ سا ہے دست ستمگر میں

یہ کس کے جلوۂ بیدار سے پیدا ہے کیفیت
جلال مہر تاباں میں جمال ماہ انور میں

خدا لاکھوں کا ہے یہ دیوتا ہے گو ہزاروں کا
نہ مسجد میں مقید ہے نہ ہے محبوس مندر میں

یہ کس کی جنبش لب مانع پیکار باہم ہے
یہ سناٹا سا کیوں چھایا ہے جانبازوں کے لشکر میں

اڑاتی ہیں یہ کس نے دھجیاں ملبوس شاہی کی
ملا کس کو نشان خاک و خوں دیہیم و افسر میں

تن آسانی ہوئی کس کے لئے وجہ گراں جانی
نظر آئے نہاں کانٹے کسے پھولوں کے بستر میں

نہ کر پایا کسے کاشی کا علم و فضل آسودہ
کسے الجھن ہوئی ویدوں کی تفسیروں کے چکر میں

رلایا ایک مردزار نے برسوں لہو کس کو
تڑپ اٹھا مصیبت دیکھ کر یہ کون پیری کی
جنازہ دیکھنا کس کے لئے اک درس عبرت تھا

عجب تاثیر تھی بیکس کی بیماری کے منظر میں
بھری تھی مثل شعلہ آگ کس کے قلب مضطر میں
مآلِ زندگی سے درد پیدا ہو گیا سر میں

فرشتے دست بستہ کس کے گرد و پیش رہتے ہیں
یہ ہستی کیا ہے وہ، سب جسکو گوتم بدھ کہتے ہیں

(ماخوذ از کائنات دل)

دھمپد
یا
سچّی راہ

پہلی گفتگو :- نیک و بد کا مقابلہ

(۱)

جتنے مسلک ہیں وہ پہلے
ہوتے ہیں آئینہ دل سے
دل کی بے شک بات بڑی ہے
ہر مسلک کی تہہ میں یہی ہے
جب گفتار کی نیت بد ہو
جب کردار کی نیت بد ہو
ہوتی ہے انسان کو ایذا
کرتا ہے دکھ اس کا پیچھا

جیسے بیل کے پیچھے پیچھے
چلتے ہیں گاڑی کے پہیے

(۲)

ہر مسلک کا بانی ہے دل
اُس کی خاص نشانی ہے دل
دل ہی سے سب کچھ ہوتا ہے
دل ہی اس کی تہہ میں چھپا ہے
جب اس کی گفتار ہو اعلیٰ
جب اس کا کردار ہو اعلےٰ
راحت رہتی ہے ساتھ اس کے
آتا ہے سب کچھ ہاتھ اس کے

سایہ صفت انسان کے پیچھے
رہتے ہیں سکھ دنیا بھر کے

(۳)

اس نے دے دی مجھ کو گالی
بات زباں سے بُری نکالی
اس نے مجھ کو مارا کوٹا
اس نے میرا گھر بھر لوٹا
رہتا ہے دائم جو انساں
ان باتوں میں غلطاں پیچاں
اس کی فراغت ناممکن ہے
رفع عداوت ناممکن ہے
اس کا رنج نہیں جا سکتا
اس کو صبر نہیں آ سکتا

(۴)

کہہ کہہ کر ان کہنی باتیں
اس نے سنائی ہیں صلواتیں
اس کے ہاتھوں مار پڑی ہے
دل کو اس سے کوفت بڑی ہے
اس سے لڑائی میں ہارا ہیں
پست ہوا ہوں بے چارا ہیں
کچھ تاراج ہوا ہوں ایسا
لوٹ لیا ہے پیسا پیسا
جو یہ کرتا نہیں شکایت
پاتا ہے آرام نہایت

(۵)

دشمن کا دشمن بننے سے
ختم نہیں ہو سکتے جھگڑے
بڑھ جاتی ہے اور لڑائی
اس سے ہے دشوار صفائی
دشمن سے بھی رہے محبت
دور کرو بنیادِ عداوت
گرد کدورت دھو جائے گی
راحت حاصل ہو جائے گی

ایک یہی شکلِ تسکین ہے
دنیا کا یہ قدیم آئین ہے

(۶)

علم سے خالی عقل سے کورے
غور نہیں اس بات پہ کرتے
چیز ہماری دنیا کب ہے
ہم کو اس میں رہنا کب ہے
غور و فکر ہے شیوا جن کا
وا ہے دیدۂ بینا جن کا
تھم جاتے ہیں رُک جاتے ہیں
اُن کے جھگڑے چُک جاتے ہیں
صاف طبیعت ہو جاتی ہے
گردِ کدورت دھو جاتی ہے

(۷)

جس میں ہو نفسانی مستی
شغل ہو جس کا عیش پرستی
غالب جس پہ حواس آجائیں
یہ دشمن قابو پا جائیں
جو اس بات سے ہو بیگانا
کھائے کس مقدار میں کھانا
کاہل سُست نکما ہے وہ
نفس کے ہاتھوں گرتا ہو وہ
جیسے ہوا کے زور سے اکثر
گر جاتے ہیں پیڑ تناور

(۸)

نفس کی لذت سے بیگانہ
عیش و عشرت سے بیگانہ
رکھتا ہو جو حواس پہ قدرت
قابو میں ہو جس کی طبیعت
ہے معلوم جسے یہ نکتا
کتنی غذا کھاتا ہے اچھا
دل میں عقیدت رکھنے والا
کام کی ہمت رکھنے والا

رہتا ہے لاجنب ہمیشہ　　اس کو نہیں کچھ بھی اندیشہ
زور سے طوفاں خیز ہوا کے
ہل نہیں سکتے پربت جیسے

(۹)

جس کا دل خود صاف نہیں ہے　　آئینہ یہ شفاف نہیں ہے
رہتا ہے ہر وقت مکدّر　　جامۂ زہد مگر ہے تن پر
سچائی ہے عنقا جس میں　　وصف نہیں یہ اصلا جسمیں
جس کے بس میں ہو نہ سکا دل　　جس کو نہیں یہ قدرت حاصل
ہے فطرت ہی ناپاک اُسکی
ناجائز ہے پوشاک اُسکی

(۱۰)

کوئی کثافت جس میں نہیں ہے　　گرد کدورت جس میں نہیں ہے
آئینہ ہے جس کا سینہ　　رکھتا ہے جو نیک قرینہ
جس کا طرز عمل احسن ہے　　جس کا اچھا چال چلن ہے
سچی ہر اک بات ہے جسکی　　پاک نہایت ذات ہی جسکی
یہ کپڑا اس پر پھبتا ہے
اس پر جامۂ زہد روا ہے

(۱۱)

جو چیزیں ہیں آنی جانی　　جو ہیں ہر صورت سے فانی
باقی ان کو سمجھنے والے　　عقل کے ساتھ الجھنے والے
جو چیزیں ہیں رہنے والی　　جن کو نہیں خوف پامالی

ان کو فانی کہنے والے　　آنی جانی کہنے والے

رکھتے ہیں اوہام سے رغبت

رہتے ہیں محروم محبت

(۱۲)

جس شے کی قسمت میں بقا ہے　　جس سے کوسوں دور فنا ہے

اس کی حقیقت جاننے والے　　اس کو فانی ماننے والے

جس شے کا انجام فنا ہے　　جس کا دوسرا نام فنا ہے

شکل اس کی پہچاننے والے　　اس کو فانی جاننے والے

حق باتیں دل میں لاتے ہیں

اصلی چیز کو پا جاتے ہیں

(۱۳)

جس گھر کی چھت چھن جاتی ہے　　اس کی درگت بن جاتی ہے

پانی اس میں بھر جاتا ہے　　برکھا رت میں جھر جاتا ہے

ایسے ہی خود سر دل والے　　قابو سے باہر دل والے

پھنس جاتے ہیں دام ہوس میں　　ہو جاتے ہیں بند قفس میں

اپنی آزادی کو کھو کر

رہتے ہیں وہ قیدی ہو کر

(۱۴)

ہو بے عیب اگر چھت گھر کی　　کچھ بھی نہ بگڑے صورت گھر کی

مینھ نہیں اس میں جا سکتا　　بار نہیں ہر گز پا سکتا

ویسے ہی کوئی گر عامل ہو　　مشق سے زیر قابو دل ہو

وہ پابند نہیں ہو سکتا
خواہش مند نہیں ہو سکتا
اس کو نہیں کچھ بھی اندیشہ
رہتا ہے آزاد ہمیشہ

(۱۵)

جو ہوتا ہے پاپی انساں
دونوں جگہ رہتا ہے پریشاں
اس کا ڈھنگ بگڑ جاتا ہے
چکّر میں وہ پڑ جاتا ہے
دنیا میں رو کر مرتا ہے
عقبیٰ میں بھی غم کرتا ہے
دیکھ کے بد اعمال کو اپنے
زار و زبوں افعال کو اپنے
فکر زدہ محو اندیشہ
رہتا ہے ناشاد ہمیشہ

(۱۶)

نیکی کا دم بھرنے والا
اچھی کرنی کرنے والا
دنیا میں بھی خوش رہتا ہے
عقبیٰ میں بھی خوش رہتا ہے
نیک شعاری دیکھ کے اپنی
خوش کرداری دیکھ کے اپنی
نقد مسرت پا جاتا ہے
گنج طرب ہاتھ آجاتا ہے
رہتا ہے وہ بے اندیشہ
پاتا ہے آرام ہمیشہ

(۱۷)

پاپ میں جو ڈھلتا رہتا ہے
اس کا دل جلتا رہتا ہے
تپتا ہے وہ دنیا میں بھی
جلتا ہے وہ عقبیٰ میں بھی
میری ذات بُری ہے کتنی
اک اک بات بُری ہے کتنی

جب اس کو یہ خیال آتا ہے اور بھی وہ گھبرا جاتا ہے

چھدتا ہے دل خارِ غم سے

دب جاتا ہے بارِ غم سے

(۱۸)

جتنے خیر پسند انساں ہیں جو ممتاز و بلند انساں ہیں

دنیا سے خوش خوش جاتے ہیں عقبےٰ میں بھی سکھ پاتے ہیں

سوچتے ہیں جب دل میں اپنے ہم سے کام ہوئے ہیں اچھے

اُن پہ خوشی سی چھا جاتی ہے اُن کو مست بنا جاتی ہے

اہل شرف ہو جاتے ہیں وہ

اور بھی راحت پاتے ہیں وہ

(۱۹)

دھرم گرنتھوں سے کیا حاصل ان کا پڑھنا ہے لا حاصل

اُن کو عمل میں لائے نہ جبتک عیش پرستی جائے نہ جبتک

ایسا انساں ہے اک گوالا گائیں پرائی دہنے والا

اُس کا بیڑا پار نہ ہوگا وہ پھل کا حق دار نہ ہوگا

بے معنی ہے ایسا پڑھنا

بے مصرف ہے اس کا پڑھنا

(۲۰)

شوق و رغبت سے بیگانا وہم و جہالت سے بیگانا

دھرم گرنتھ پڑھے گو تھوڑے منھ نہ عمل سے لیکن موڑے

ایسا جو بے لوث بشر ہے دانش مند ہے بہرہ ور ہے

اس کی نظر دراصل نظر ہے　　اس کی خبر دراصل خبر ہے
ہو بار آور محنت اُس کی
دین کے ساتھ بنے دنیا بھی

دوسری گفتگو

عمل کی فضیلت

(۲۱)

راہ عمل میں جینے والا — ہے امرت کا پینے والا
کاہل سست نکمّا ہونا — ہے فی الواقع مُردا ہونا
جو مصروف عمل رہتے ہیں — وہ بے خوف اجل رہتے ہیں
جینا ہے تو ان کا جینا — جینا ہے تو ایسا جینا
جو بھی کام سے گھبراتا ہے
جیتے جی ہی مرجاتا ہے

(۲۲)

سستی کا فقداں کیا شے ہے — محوِ عمل انساں کیا شے ہے
خاص کر اس نکتے کو سمجھو — دیکھو بھولو سوچو سمجھو
جن لوگوں کا پاک چلن ہے — کام کی جن کے دل میں لگن ہے
جن کو نہیں آرام سے مطلب — جیتے جی ہے کام سے مطلب
صرف عمل سے خوش رہتے ہیں
ان کو ہم دانا کہتے ہیں

(۲۳)

دھیان کے جو رہتے ہیں شاغل
سوئے عمل رہتے ہیں مائل
جن کا عقیدہ مستحکم ہے
پائندہ ہے جو بھی قدم ہو
صبر و تحمل کام ہے جن کا
دانائی میں نام ہو جن کا
یوگ سے وہ راحت پاتے ہیں
قیدِ جہاں سے چھٹ جاتے ہیں
شاد طبیعت ہو جاتی ہے
غم سے فراغت ہو جاتی ہے

(۲۴)

کام سے رغبت رکھنے والا
عقل و فراست رکھنے والا
پاک چلن ہے، فہمیدہ ہو
دانشور ہے سنجیدہ ہو
رکھتا ہے جو نفس پہ قدرت
ضبط کا قائل، نیک مشیت
صبر و سکوں کا جو قائل ہے
تزئینِ دل پر مائل ہے
مٹ چکتی ہے جس کی غفلت
بڑھتی ہے روز اس کی عزت

(۲۵)

نفس پہ قادر، ضبط کا قائل
صرف عمل کی جانب مائل
نام سے غفلت کے بیگانہ
چست ہے بید جو فرزانہ
اعلیٰ سے اعلیٰ ہو جائے
لاکھوں گنُ والا ہو جائے
ہو ممتاز و طیرہ ایسا
اک بن جائے جزیرہ ایسا
جس کو خوف نہ ہو پانی سے
ڈوب نہ پائے طغیانی سے

(٢٦)

جو محروم فراست سے ہے　　یو محجوب جہالت سے ہے
ہے بے بہرہ وہ چستی سے　　ہے بے مصرف وہ سستی سے
عاقل اور خردمند انساں　　رہتا ہے چستی سے شاداں
اُس کو سمجھ کر کام کی دولت　　پاتا ہے آرام کی دولت
ہشیاری کا دم بھرتا ہے
اس کی حفاظت خود کرتا ہے

(٢٧)

سستی ہرگز پاس نہ پھٹکے　　دھیان کرے انساں بے کھٹکے
نفسانی لذت نہ ستائے　　کوئی نہ اس کے پھیر میں آئے
سستی چھوڑو عامل بن کر　　ہو نام آور کامل بن کر
دھیان سے کام ہمیشہ رکھو　　جاری بے اندیشہ رکھو
ہاتھ آئے دولت لافانی
مل جائے راحت لافانی

(٢٨)

چست جو انساں ہو جاتا ہے　　سستی پر غلبہ پاتا ہے
گردِ جہالت دُھل جاتی ہے　　چشمِ بصیرت کھل جاتی ہے
اس کا پایہ بڑھ جاتا ہے　　بامِ خرد پر چڑھ جاتا ہے
قیدِ الم سے چھٹ جاتا ہے　　راحت بے پایاں پاتا ہے
رہ کر دنیا کی پستی میں
کٹتی ہے اس کی مستی میں

(۲۹)

جن پر غلبہ ہے سستی کا — جن میں نام نہیں چستی کا
کام کے قابل نام کے لائق — چست بشر ہیں اُن پر فائق
جو سوتے ہیں وہ کھوتے ہیں — اپنی قسمت کو روتے ہیں
جاگتے ہیں جو، وہ پاتے ہیں — سب سے آگے بڑھ جاتے ہیں
اسپ تیز ہیں سے دوڑ میں جیسے — بڑھ جاتا ہے کوسوں آگے
ہوتا ہے وہ اعلیٰ گھوڑا
سرپٹ چلنے والا گھوڑا

(۳۰)

مستعدی ہی میں برکت ہے — مستعدی ہی سے عظمت ہے
شاداں اس سے دل ہوتا ہے — اوج بہت حاصل ہوتا ہے
ہے یہ شان بڑھانے والی — اندر کو اندر بنانے والی
ہوتی ہے تعریف اسی کی — واجب ہے توصیف اسی کی
جوہر سا جوہر ہے چستی
ہے مذموم نہایت سستی

(۳۱)

رہتا ہے جو چست نہایت — کام ہے جس کی زیست کی غایت
پھرتی سی پھرتی ہوتی ہے — بجلی جس میں بھری ہوتی ہے
کام ہمیشہ کرنے والا — بیکاری سے ڈرنے والا
آگ کی خاصیت رکھتا ہے — یہ جوہر یہ صفت رکھتا ہے

چھوٹی موٹی ساری قیدیں
مٹ جاتی ہیں جل کر اس میں

(۳۲)

جو کچھ کام کیا کرتا ہے
شغل میں وقت دیا کرتا ہے
خائف ہے جو بیکاری سے
ڈرتا ہے اس بیماری سے
قابل قدر حیات اسی کی ہے
بے حد سہل نجات اسی کی ہے
بندھن اس کے کٹ جائیں گے
راہ سے روڑے ہٹ جائینگے

وقت وہ جلد ہی آ جائے گا
جب آزادی پا جائے گا

تیسری گفتگو

دل کی تربیت

(۳۳)

بے حد چنچل ہوتا ہے دل
اس کو ٹھہرانا ہے مشکل
ہے مشہور شرارت اس کی
ہے دشوار حفاظت اس کی
بس میں لانا سہل نہیں کچھ
قابو پانا سہل نہیں کچھ
ہوتا ہے جو شخص خرد ور
آجاتا ہے غالب اس پر
کر لیتا ہے تیر کو سیدھا
جیسے تیر بنانے والا

(۳۴)

پانی کا ہے جو بھی مخزن
ہوتا ہے مچھلی کا مسکن
آتی ہے جب اس سے باہر
دے دیتی ہے جان تڑپ کر
ویسے ہی پھنس کر دام ہوس میں
ہو کر ظالم کام کے بس میں
اس سے پھر باہر آنے کو
فوراً چھٹکارا پانے کو
ہر تکلیف سہا کرتا ہے
دل بے تاب رہا کرتا ہے

(۳۵)

ہاتھ آنا ہے اس کا مشکل ہے رفتار میں تیز بہت دل
حرکت ہوتی ہی رہتی ہے دینا ہرجائی کہتی ہے
دل بس میں آجائے تو اچھا اس پہ نشہ چھا جائے تو اچھا
اس پر قابو پا جانے سے اس کو راہ پہ لے آنے سے
غم سے فراغت مل جاتی ہے
امن کی دولت مل جاتی ہے

(۳۶)

اس پہ نظر رکھنا مشکل ہے اس کی خبر رکھنا مشکل ہے
دل کی بے باکی ہے ظاہر اس کی چالاکی ہے ظاہر
رہتا ہے ہر دم آوارہ کرتا ہے حیراں ناکارہ
دانا اس پہ قابو پالے بربادی سے اس کو بچالے
بس میں جب آجاتا ہے دل
بیحد سکھ پہنچاتا ہے دل

(۳۷)

ڈھبکا ڈھبکا رہنے والا اپنی رو میں بہنے والا
حد سے باہر جانے والا کوڑی دور کی لانے والا
شکل نہیں ہے کوئی اس کی دل کا راز ہے سب سے مخفی
اس کو جو بس میں لائیں گے اس پر جو قابو پائیں گے
کام کے پھندوں سے چھوٹیں گے
مکتی کی دولت لوٹیں گے

(۳۸)

صاف نہیں ہے باطن جس کا　　قلب نہیں ہے ساکن جس کا
جو ست دھرم سے ناواقف ہے　　اچھے کرم سے ناواقف ہے
آگاہی کا نام نہیں ہے　　نیکی سے کچھ کام نہیں ہے
رہتا ہے جو افسردہ سا　　آشفتہ سا پژمردہ سا

اس کا جہل نہیں جاسکتا
اس کو ہوش نہیں آسکتا

(۳۹)

جس کے دل میں میل نہیں ہے　　آب و گل میں میل نہیں ہے
جس کا دل یکجا رہتا ہے　　مرکز پر ٹھہرا رہتا ہے
بالا ہے جو عیب و ہنر سے　　جو بے لوث ہے خیر و شر سے
جو بیدار ضمیر انساں ہے　　دانا اور خبیر انساں ہے

اس کا دل ناپاک نہیں ہے
اس کو کوئی باک نہیں ہے

(۴۰)

جسم نہیں ہے ایک گھڑا ہے　　ہر صورت میں اسکو فنا ہے
مرکز ساری سرگرمی کا　　دل کیا ہے اک شہر ہے گویا
عرفاں کا ہتھیار چلائیں　　نفس دنی کو مار گرائیں
ایسا کچھ بے بس ہو جائے　　ہرگز سر نہ اٹھانے پائے

پھر بھی رکھیں دل کی حفاظت

(۴۱)

بے وقعت ہے جسم خاکی ... ہے یہ اک تصویر فنا کی
اس کا جادو کھل کے رہیگا ... حیف یہ چولا گھل کے رہیگا
ہو جائے گا یہ ناکارہ ... کر لے گی جب روح کنارہ
مٹی پانی کی یہ مورت ... بے مصرف لکڑی کی صورت
کام نہ پھر کچھ بھی آئے گی
فرش زمیں پر گر جائے گی

(۴۲)

دشمن خواہ کوئی ہو کتنا ... تنگ نہیں وہ کرتا اتنا
ہو کیسا ہی تیرہ باطن ... اتنی ایذا دے، ناممکن
جتنا ظلم وہ دل ڈھاتا ہے ... جو بد مسلک ہو جاتا ہے
چال چلن ہے جس کا گندا ... گمراہی ہے جس کا دھندا
جان کا دشمن بن جاتا ہے
بے حد نقصاں پہنچاتا ہے

(۴۳)

دل جو ہے راہِ نیک کا سالک ... دنیا کے اوصاف کا مالک
جتنی بھلائی وہ کرتا ہے ... عقدہ کشائی وہ کرتا ہے
چاہے باپ ہو چاہے ماں ہو ... کیسا ہی کوئی عزیز جاں ہو
کوئی نہیں ہے دل پہ فائق ... دل سے ہے بہبود خلائق
دل ہی سے ہے شکل فادہ
کون ہے محسن دل سے زیادہ

چوتھی گفتگو

پھولوں کا استعارہ

(۴۴)

انساں کوئی کہیں ایسا ہے — کون اتنی ہمت رکھتا ہے
جو دنیا پر قابو پالے — جو اس کو بے بس کر ڈالے
دیوتا جس کے آگے ہوں خم — جیت سکے جو دونوں عالم
ہشیاری ہے جس میں اتنی — دھرم سے ہو جس کو دلچسپی
دانائی سے گلچیں بن کے
پھول چنے جو اس گلشن کے

(۴۵)

علم کا ہے سچا وہی طالب — آجائے جو دہر پہ غالب
لاثانی ہو طاقت جس کی — جو ہو فرشتوں پر بھی حاوی
جو یم لوک پہ بھی ہو قادر — اس کی ذات کو سمجھیں نادر
طالب علم اگر دانا ہے — دھرم اپدیشوں پر چلتا ہے
کام کی باتیں صرف سنے گا
اس گلشن [illegible]

(۴۶)

جسم کی قدر و قیمت کیا ہے   عزت کیا ہے وقعت کیا ہے
یہ تو مہماں دم بھر کا ہے   گویا جھاگ سمندر کا ہے
میداں ہے یہ ریگستانی   موجیں ہیں اس کی بے پانی
یہ بے معنی دھندا چھوڑو   نفس دنی کے جال کو توڑو
ہو نہ کبھی تم کو یہ ہمت[۱]
تم کو دکھائے اپنی صورت

(۴۷)

جو دل دادہ دنیا کے ہیں   بس میں حواس خمسہ کے ہیں
اُن کے پھول چنا کرتے ہیں   اُن پر جان فدا کرتے ہیں
کرنی کا ثمرہ پاتے ہیں   موت کی رو میں بہہ جاتے ہیں
جیسے دریا کے بڑھنے سے   جیسے پانی کے چڑھنے سے
رات کو جھونپڑے بہہ جاتے ہیں
سوتے ہی سب رہ جاتے ہیں

جس کو پڑا ہے نفس کا چسکا   جو گلچیں ہے باغ ہوس کا
جس کو شغل ہے عیش پرستی   گم ہے اس میں جس کی ہستی
ہرگز سیر نہیں ہو سکتا   یہ اندھیر نہیں ہو سکتا
موت کا ہنگام آجائے گا   کوچ کا پیغام آجائے گا
پھر بھی نہ پورے ہو پائینگے
خاک میں ارماں مل جائینگے

۱؎ ملک الموت

(۴۹)

بھونرے پھول کا رس لیتے ہیں / رس لے لیکر چل دیتے ہیں
پھر بھی پھول کھلا رہتا ہے / دلکش رنگ بنا رہتا ہے
فرق نہیں خوشبو میں آتا / پھول نہیں اس سے مرجھاتا
مُنیوں کا بھی ڈھنگ یہی ہو / ان کی سیرت بھی ایسی ہو
قریہ قریہ جائیں خوشی سے
لاگ مگر رکھیں نہ کسی سے

(۵۰)

ہوں کیسے ہی عیب پرائے / آنکھ نہ ان کی سمت اُٹھائے
غیر کا اس کو کچھ نہ پتا ہو / خواہ بھلا ہو خواہ بُرا ہو
کس میں کیا ہے، کون ہے کیسا / اس سے کسی کو مطلب ہی کیا
چاہئے انساں اُن کو دیکھے / نیک و بد جو فعل ہوں اپنے
صرف غرض ہو ذات سے اپنی
واقف ہو ہر بات سے اپنی

(۵۱)

پھول نظر افروز رنگیلے / خوشبو سے محروم ہوں جیسے
قول سے اپنے پھرتے والے / راہ عمل میں گرنے والے
خواہ کریں کیسی ہی باتیں / میٹھی، چکنی چپڑی باتیں
بے مصرف انسانوں میں ہیں / شامل وہ نادانوں میں ہیں
جو کہتے ہیں لاحاصل ہے
ان باتوں سے کیا حاصل ہے

(۵۲)

رنگ و بو دونوں سے مزیّن　　پھول ہوں جیسے زیبِ گلشن
قول کو پورا کرنے والے　　وعدہ سچّا کرنے والے
رکھتے ہیں تاثیر زباں میں　　ہوتے ہیں مقبول جہاں میں
جو پابند سخن رہتے ہیں　　کرتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں
اُن کا تو کہنا ہی کیا ہے
ہر مقصد پورا ہوتا ہے

(۵۳)

گلچیں ہر گلزار سے جیسے　　پھولوں کے انبار سے جیسے
اچھے پھول اٹھا لیتے ہیں　　دلکش ہار بنا لیتے ہیں
ہے ویسے ہی فرض بشر پر　　رکھّے چشم غور ہنر پر
کام کرے اچھا دنیا میں　　نام کرے پیدا دنیا میں
درویشانہ مشرب رکھّے
نیک عمل سے مطلب رکھّے

(۵۴)

خواہ وہ خوشبو ہو گلشن کی　　خواہ وہ نکہت ہو چندن کی
خواہ ہو پیاری دنیا بھر کی　　باس چنبیلی اور تگر[۱] کی
جائے خلاف ہوا، ناممکن　　رخ ہو اُس کا جدا، ناممکن
لیکن اچھے انساں اکثر　　چل سکتے ہیں مخالف رخ پر
ہر جانب جس پھیلاتے ہیں
دنیا بھر پہ چھا جاتے ہیں

---

[۱] ایک پھول دار پیڑ کا نام [۲] نیک[illegible]

(٥٥)

خوشبو ہو کیسی ہی پیاری — چندن، تگر، کمل، جوہی کی
لیکن نیک عمل کی خصلت — رکھتی ہے کچھ اور ہی عظمت
اونچا اس کا مول ہے سب سے — بالا اس کا بول ہے سب سے
ہے اس کی خوشبو ہی نرالی — ہے وہ ہمیشہ رہنے والی
ایسی قسمت راس ہی کس کی
اس سے بڑھ کر باس ہی کس کی

(٥٦)

خوشبو چندن اور تگر کی — ہوتی ہے مہماں دم بھر کی
غائب فوراً ہو جاتی ہے — اپنی رو میں کھو جاتی ہے
نیک عمل قائم رہتا ہے — اس کا اثر دائم رہتا ہے
وسعت اس کی بڑھ جاتی ہے — اوج پہ قسمت چڑھ جاتی ہے
اتنا ارفع ہو جاتا ہے
پار فرشتوں تک پاتا ہے

(٥٧)

جن کا اچھا چال چلن ہے — جو بھی عمل ہے وہ احسن ہے
دور تساہل سے رہتے ہیں — کام ہی کچھ کرتے رہتے ہیں
چلنے ہی سے کام ہے جن کو — محنت میں آرام ہے جن کو
رکھتے ہیں جو معرفتِ حق — رہتے ہیں آزادِ مطلق
نفسِ شہوانی سے اُن کا
کوئی کام نہیں رُک سکتا

(۵۹،۵۸)

ڈھیر جہاں کوڑا ہوتا ہے
زور کثافت کا ہوتا ہے
پھر بھی اس کوڑے میں اکثر
کھلتے ہیں گلہائے معطّر
ویسے ہی نیچے انسانوں میں
عقل کے اندھے انسانوں میں
روشن دل پیدا ہوتا ہے
نام بڑا اس کا ہوتا ہے
جادہ حق میں چلنے والا
کرتا ہے دنیا میں اُجالا

پانچویں گفتگو

جہالت کا نتیجہ

(٦٠)

جن کو نیند نہیں آتی ہے　　رات اور ان کی بڑھ جاتی ہے
رہرو کوئی جو تھک جاتا ہے　　چلنے سے پھر گھبراتا ہے
اس کی ہمت گھٹ جاتی ہے　　منزل دور نظر آتی ہے
ایسے ہی ناواقف انساں　　جو ہیں جادۂ حق سے گریزاں
جینے مرنے کے چکر سے
فارغ جلد نہیں ہو سکتے

(٦١)

اس دنیا کی راہ گزر میں　　روز و شب مصروف سفر میں
ساتھی ہاتھ نہ آئے تو اچھا　　اپنے سے بڑھ کر یا اپنا سا
بہتر ہے ایسی تنہائی　　جس سے پیدا ہو نہ بُرائی
جاہل اور دنی کی سنگت

(۶۲)

یہ تو میرا لختِ جگر ہے   وہ تو میرا نورِ نظر ہے
میں ہوں مال و زر کا مالک   گھر کا مالک در کا مالک
دعویٰ جو یہ کیا کرتا ہے   رنج وہ مول لیا کرتا ہے
خود یہ جسم نہیں جب اپنا   پھر بیکار یہ دعویٰ کیسا
ہیں یہ سب اسبابِ مصیبت
کس کا بیٹا، کس کی دولت

(۶۳)

احمق خود کو جو سمجھے احمق   اُس کو نہ کہئے جاہلِ مطلق
ہے اس حد تک وہ کم ناداں   کچھ تو ہے وہ فہمیدہ انساں
جس کو بہرہ خاک نہیں ہی   نام کو بھی ادراک نہیں ہی
اور جو سمجھے خود کو عاقل   اُس سے بڑھ کر کون ہی جاہل
اصلی ناداں اُس کو کہئے
غافل انساں اُس کو کہئے

(۶۴)

آخر دم تک چاہے جاہل   بیٹھے جاکر نزدِ عاقل
خواہ بہ خلوت خواہ بہ جلوت   رکھے ہر وقت اُسکی صحبت
اچھا کرم کسے کہتے ہیں   اعلیٰ دھرم کسے کہتے ہیں
ہرگز جان نہیں سکتا ہے   کچھ پہچان نہیں سکتا ہے
دال میں رہ کر جیسے چمچہ
دال کے لطف سے ہو بے بہرہ

(۶۵)

اور جو ہے عاقل وہ چاہے ایک گھڑی بھی جا کر بیٹھے
اچھے لوگوں کی صحبت میں سادھو سنتوں کی سنگت میں
دانائی کا پتہ دیتا ہے دھرم کا بھید سمجھ لیتا ہے
کھل جاتی ہے قسمت اُسکی دیر نہیں کچھ اس میں لگتی

جیسے زبان پرکھ لیتی ہے
دال کی لذّت چکھ لیتی ہے

(۶۶)

چھائی ہوئی ہے جن پہ جہالت قابلِ رحم ہے اُنکی حالت
پاپ کی نگری میں بستے ہیں پاپ کے چکرّ میں پھنستے ہیں
ردّ عمل اس کا ہوتا ہے پاپ کا پھل کڑوا ہوتا ہے
اپنی جان کے دشمن بن کر راہِ عمل کے رہزن بن کر

کام بُرے کرتے رہتے ہیں
جیتے جی مرتے رہتے ہیں

(۶۷)

خونِ ننگ و نام کرے کیوں کوئی ایسا کام کرے کیوں
جس سے بعد میں پچھتاوا ہو نفرت سی خود سے پیدا ہو
رنج کا باعث جس کا پھل ہو جس سے پیدا دل میں خلل ہو
بکھرے تسکیں کا شیرازہ دل توڑے جس کا خمیازہ

کام نہ ہرگز کوئی ہو ایسا
بھگتے پھل رو رو کر جس کا

(۶۸)

کر کے جسے پچھتائے نہ انساں ۔ جس سے بد کہلائے نہ انساں
شرم نہ جس سے بعد کو آئے ۔ جس کا نتیجہ خوں نہ رلائے
جس سے رہے مسرور طبیعت ۔ جس کا پھل ہو باعثِ راحت
ہی ہر شکل سے وہ کام اچھا ۔ جو رکھتا ہو انجام اچھا
ہو تسکین کی صورت جس میں
ہو معدوم اذیّت جس میں

(۶۹)

رہتا ہے خوش اوّل اوّل ۔ جب تک پاپ نہیں دیتا پھل
دل اس سے لپٹا رہتا ہی ۔ پاپ بشر کرتا رہتا ہے
اس میں اسے راحت ملتی ہی ۔ شہد کی سی لذّت ملتی ہی
پاپ مگر جب پھل دیتا ہی ۔ جان ہی اس کی لے لیتا ہی
اُس پہ قیامت آجاتی ہے
اُس پہ نحوست چھا جاتی ہے

(۷۰)

جاہل کتنا ہی کم کھائے ۔ بھوکا رہ کر جسم گنوائے
اک تنکے کی نوک سی کھانا ۔ یہ جدت ہر ماہ دکھانا
اس سے جہل نہیں جا سکتا ۔ اس کو ہوش نہیں آسکتا
جو ہیں دھرم کے جاننے والے ۔ فرض اپنا پہچاننے والے
اُن سے اُس کو نسبت ہی کیا
اُس کی وقعت، عزّت ہی کیا

(۷۱)

فوراً پاپ نہیں دیتا پھل — لیتا ہی کچھ دیر اُس کا پھل
لیکن باعثِ کلفت ہے یہ — تازہ دودھ کی صورت ہی یہ
جیسے جلد نہیں وہ پھٹتا — دیر سے ملتا ہی پھل اُس کا
جیسے راکھ میں آگ چھپی ہو — کام اپنا کرتی رہتی ہو
ویسے ہی پاپ کی آتشِ پنہاں
کرتی ہے پامالیِ انساں

(۷۲)

کام نہیں جو ہوش سے لیتا — دھیان نہیں جو دھرم پہ دیتا
ہو کیسا ہی عالم و فاضل — خاک ہی اسکو گیان سی حاصل
ہوتا ہے نقصان سراسر — ہے وہ بشر نادان سراسر
اُس کی آن نہیں رہ سکتی — اس کی شان نہیں رہ سکتی
اچھے پھل ضائع ہوتے ہیں
نیک عمل ضائع ہوتے ہیں

(۷۳،۷۴)

جو چیزیں ہیں آنی جانی — ہوتی ہیں ہر شکل سی فانی
اُن کے لئے حیراں رہتا ہی — اُن کا اُسے ارماں رہتا ہی
اُسکو ستاتی ہے یہ حسرت — بھکشوؤں میں ہو مری عزت
لوگ بڑا مانیں تو مجھکو — باعظمت جانیں تو مجھکو
سب سے اچھا سالک ہوں میں
سالے مٹھوں کا مالک ہوں میں

(۷۵)

جس سے دنیا بن سکتی ہے ۔ شکل عقبیٰ بن سکتی ہے
اس کا جدا ہے طور طریقہ ۔ اُس کا ہے کچھ اور سلیقہ
جو نروان دلا سکتی ہے ۔ جو آزاد بنا سکتی ہے
دوسری ہی وہ راہ عمل ہے ۔ یہ رستہ سب سے افضل ہے
بھکشو کا مقصد ہو نہ بڑائی
خوب ہے اُس کے لئے تنہائی

چھٹی گفتگو

پنڈت (عالم) کا بیان

(۷۶)

زر کا نشاں دینے والے سے — راز نہاں دینے والے سے
جیسے شاد بشر ہوتا ہے — راز سے بہرہ ور ہوتا ہے
کام نہ لے جو بغض و کیں سے — ویسے ہی خوش ہو نکتہ چیں سے
عالم کی سنگت میں بیٹھے — عامل کی قربت میں بیٹھے

نفع میں وہ دائم رہتا ہے
نقصاں کا تو ذکر ہی کیا ہے

(۷۷)

نیک صلاحیں جو دیتا ہے — کام محبت سے لیتا ہے
راہیں پاک دکھاتا ہے جو — اچھے ڈھنگ سکھاتا ہے جو
وہ دانا بے حد ہوتا ہے — مانعِ کارِ بد ہوتا ہے
ہوتا ہے وہ دل سے پیارا — اچھے سچے انسانوں کا

ہوتے ہیں جو خود بد انساں

(۷۸)

ہیں جو لوگ شرارت پیشہ — رہتے ہیں بدکوش ہمیشہ
اُن کو منہ نہ لگائے ہرگز — اُن کے پاس نہ جائے ہرگز
بھول کے دوست بنائے نہ انکو — خواب میں بھی اپنائے نہ انکو
دوستی صرف ایسوں سے رکھے — خوش ہو طبیعت مل کر جن سے

نیک نہادوں کی صحبت ہو
پاک رفیقوں کی سنگت ہو

(۷۹)

انساں نیک قرینے والا — دھرم کے رس کا پینے والا
خوش رہتا ہے ہر حالت میں — عمر گزرتی ہے راحت میں
اُس کے دل کی کلی کھلتی ہے — چین کی نیند اسے ملتی ہے
علم کے بھید سمجھنے والا — رکھتا ہے جو مقصد اعلیٰ

آریہ[۱] کے کہنے پر چلتا ہے
اچھے قالب میں ڈھلتا ہے

(۸۰)

نہریں لوگ بنا دیتے ہیں — پانی خود پہنچا دیتے ہیں
حاجت اُس کی جہاں ہوتی ہے — صورت نفع عیاں ہوتی ہے
آنچ سے کر لیتا ہے سیدھا — تیر کو تیر بنانے والا
بڑھئی زور لگا دیتے ہیں — لکڑی تک کو جھکا دیتے ہیں

دانا زہد کا دم بھرتے ہیں
پیہم نفس کشی کرتے ہیں

---

[۱] آریہ یعنی مہذب اور تربیت یافتہ انسان

(۸۱)

طوفانی ہوں لاکھ ہوائیں
کیسی ہی کیوں نہ بلائیں آئیں
کوہ نہیں کر سکتے جنبش
ناممکن ہے ان میں لغزش
ایسے ہی جو رہتے ہیں شاغل
اُن کے بس میں رہتا ہی دل
خواہ برائی اُس پر آئے
خواہ بھلا کوئی کہلائے
دھیان نہیں کچھ اس پر دیتے
خاک اثر اس کا نہیں لیتے

(۸۲)

داناؤں کا شیوہ ہی یہ
شیوہ ہے یہ طریقہ ہی یہ
جب سنتے ہیں دھرم کی باتیں
دھرم کی باتیں کرم کی باتیں
دل پر ان کا اثر لیتے ہیں
جزو خاطر کر لیتے ہیں
جھیل کا پانی جیسے ہو گہرا
صاف، مفرح، ٹھہرا ٹھہرا
ویسے ہی یہ بھی بن جاتے ہیں
لافانی راحت پاتے ہیں

(۸۳)

جو اہلِ ایماں ہوتے ہیں
صاف منش انسان ہوتے ہیں
بیگانہ لذات سے رہ کر
مستغنی ہر بات سے رہ کر
دل پر قابو پا لیتے ہیں
فانی شے سے ہٹا لیتے ہیں
چاہے رنج ہو چاہے راحت
یکسو ہی رکھتے ہیں طبیعت
ان سے نیکی جا نہیں سکتی
ان میں کثافت آ نہیں سکتی

(۸۴)

بے ایمانی جن میں نہیں ہے　　یہ نادانی جن میں نہیں ہے
کیونکر ہوں وہ کھو کر ایماں　　دھن دولت اولاد کے خواہاں
راج نہیں یوں کرتے حاصل　　اُن کی گمراہی ہے مشکل
بے دینی سے غیر کی اپنی　　جن کو نہیں منظور ترقی
دھرم ہے اصل میں دھرم ایکنکر کا
کرم ہی اصل میں کرم الخیس کا

(۸۵)

بحرِ جہاں سے پار اُترنا　　یہ دشوار سفر طے کرنا
کام نہیں ہے ہر انساں کا　　پاس ضروری ہی ایماں کا
ایسے بشر بالکل تھوڑے ہیں　　جو اُس پار پہنچ سکتے ہیں
جتنے اور بشر ہوتے ہیں　　وہ محروم بصر ہوتے ہیں
اپنی رو میں بہہ جاتے ہیں
ساحل پر ہی رہ جاتے ہیں

(۸۶)

ذہن نشیں جو خوب ہوا ہو　　ثابت خوش اسلوب ہوا ہو
ظاہر ہو تعبیر سے اپنی　　واضح ہو تفسیر سے اپنی
ایسے دھرم پہ چلنے والے　　اس سانچے میں ڈھلنے والے
اِس دشوار گزار جہاں سے　　اِس ظلمت آثار جہاں سے
دم میں پار اتر جاتے ہیں
نام وہ اپنا کر جاتے ہیں

(۸۷، ۸۸)

جو عالم ہے جو فاضل ہے — آگاہی جس کو حاصل ہے
بداعمالی سے باز آئے — گمراہی سے ہاتھ اٹھائے
نیک شعاری پر مائل ہو — خوش کرداری کا قائل ہو
گھر سے دور کہیں جا بیٹھے — گھر سے باہر تنہا بیٹھے
عمر اکیلا رہ کر کاٹے — جو پڑ جائے سر پہ کاٹے
لذّات دنیا سب چھوڑے — ہر خواہش سے منھ کو موڑے
عامل سا بن جائے عامل — ترک ہو اس کا ترک کامل
رکھے پیش نظر عقبےٰ کو — دل نہ کبھی دے پھر دُنیا کو
ترک یہ مطلب رکھنا چاہیے — صرف یہ مذہب رکھنا چاہیے

دل کی غلاظت دور کرے یوں
گردِ جہالت دور کرے یوں

(۸۹)

ہیں سمبودھ انگ[۱] یہ جتنے — گیان کے ہیں جتنے بھی دیجے
اُن سے جس کو آگاہی ہے — جو اس رستے کا راہی ہے
سب کچھ جس نے چھوڑ دیا ہو — سب سے تعلق توڑ دیا ہے
ترک جہاں ہے جسکی غایت — جس کا دل ہے صاف نہایت

۱؎ سمبودھ انگ، یعنی اجزائے آگاہی جن میں حسب ذیل اوصاف شامل ہیں۔ دھیان (مراقبہ) دھرم چرچا (فرائض انسانی کا ذکر) شغل (یعنی حصول مقصد کے کدو کاوش) محبت (یعنی تمام عالم امکاں کو اپنا سمجھ[illegible]

زیبا ہے یہ شان اُسی کو
حاصل ہے نرواؔن[1] اُسی کو

---

[1] نرواں:- یعنی نجات کامل

ساتویں گفتگو

تارک کامل کا بیان

(۹۰)

ہو چکا ہے ختم جس کا راستہ
دل ہی جبکا حسن سے آراستہ
رنج و غم رہتے ہوں جس سے دور دور
جسکو آزادی کا حاصل ہو سرور
جو نہیں رہتا کسی کا بھی غلام
کٹ چکی ہیں جس کی زنجیریں تمام
جس کے شانوں پر نہیں ہو کوئی بار
ہو چکا ہر قید سے جو رستگار
گرد کلفت سے دل اسکا پاک ہی
وہ بشر بے عیب ہی، بیباک ہی

(۹۱)

ہوش والے شغل سے رکھتے ہیں کام
لے نہیں سکتے کبھی سستی کا نام
قید کا آزار سہ سکتے نہیں
اک گھڑی بھی گھر میں رہ سکتے نہیں
جیسے تج دیتے ہیں چشمے تنگ ہنس
جانتے ہیں انکو وجہ ننگ ہنس
ہو چکی ہی جن کی چشم ہوش وا
قید غم سے ہو کے رہتے ہیں رہا
جم نہیں سکتی پھر ان کے دل پہ گرد
گھر سے چل دیتے ہیں وہ آزاد مرد

(۹۲)

جمع کچھ اسباب کرتا ہی نہیں دولت و زر پر جو مرتا ہی نہیں
آشنہ ہے جس پہ اسرارِ غذا جس کو ہے معلوم مقدارِ غذا
آرزوئے این و آں جسمیں نہیں اک غرض کا بھی نشاں جسمیں نہیں
تارکِ کامل ہی جو آزاد کیش مخلصی رہتی ہی جسکے پیش پیش

صورتِ مُرغِ فلک پرواز ہی
راز ہی اُس کا چلن اک راز ہی

(۹۳)

ہو گئے ہیں آسرو جس کے فنا جو نہیں فکرِ جہاں میں مبتلا
پیٹ بھرنا ہی نہیں جسکا شعار جو نہیں کھاتا غذائیں بیشمار
دل ہی خالی جسکا ہر ارمان سے سیر کی جو بے غرض نروان سے
جیسے ہی بیحد بلندی کا نشان چرخِ اعظم پر پرندوں کی اڑان

اس کی حالت بھی سمجھ سے دور ہی
راز اس کا بیشتر مستور ہی

(۹۴)

اسپ ہو جیسے بزیرِ اسپ راں ہر نفس رہتا ہو پابند عناں
سر اُٹھا سکتے نہیں جسکے حواس دل نہیں جسکا گرفتارِ ہراس
جسکا شیوہ ہی بہر صورت سکوں ہو گیا ہو شاملِ خصلت سکوں
ہو چکی ہے جسکی خودرائی فنا جو نہیں ہی آسرو سے آشنا

جو رُوش بھی اُسکی ہی معقول ہے
دیوتاؤں میں بھی وہ مقبول ہے

(۹۵)

ہو ارادوں میں نہ جسکے کوئی ڈھیل
عزم راسخ کو بنا دے اندرکیل[۱]

پا چکا ہو دولتِ صبر و قرار
جو ہو عہدِ مستقل سے کامگار

عہد جس کا ہو چکا ہو استوار
ہو نہیں سکتا زبوں اسکا شعار

جوہر اس کے ہو کے رہتے ہیں لطیف
گردِ دنیا سے نہیں بنتا کثیف

اُسکا دل اک چشمۂ شفاف ہے
گندگی اسمیں نہیں کچھ صاف ہے

(۹۶)

ہو چکا ہے دُور جس کا انتشار
کر چکا ہو جسکے دل میں گھر قرار

حق و ناحق کا ہو جس کو امتیاز
جو نہیں شیدائے دنیائے مجاز

عہد ہو جاتا ہے اُس کا مستقل
ایک مرکز پر ٹھہر جاتا ہے دل

سوچ کر لاتا ہو وہ لب پر سخن
پُرسکوں ہوتا ہو اس کا ہر سخن

گفتگو ہوتی ہو اُسکی بے خلل
شانتی کے ساتھ کرتا ہے عمل

(۹۷)

سادہ لوحی سے جو کوسوں دُور ہے
جس کو حاصل آگہی کا نور ہے

کھُل چکے ہیں جس پہ اسرارِ نجات
سامنے جسکے ہیں آثارِ نجات

جو کسی بندش کا بھی قائل نہیں
راہ میں جس کی کوئی حائل نہیں

قیدِ ہستی میں پھر آ سکتا نہیں
جو دوبارہ جنم پا سکتا نہیں

جس کے دل میں کچھ ہوس باقی نہیں
اس سے بڑھ کر آدمی کوئی نہیں

---

۱ اندرکیل :۔ وہ ستون جو نہایت مضبوطی سے گڑا ہو

(۹۸)

خواہ جنگل میں کریں جا کر قیام | ہو مقرر خواہ بستی میں مقام
خواہ نیچی، خواہ اونچی ہو زمیں | تارکوں کا تو ہے مسکن ہر کہیں
کر چکے ہیں جو فقیری اختیار | ہو چکے ہیں ترک سے جو کامگار
ہیں بلائے رنج سے آزاد وہ | جس جگہ بھی جا کے ہوں آباد وہ

بس وہیں آنند آتا ہی انھیں
غم کہاں کوئی ستاتا ہی انھیں

(۹۹)

دیدنی ہوتی ہے جنگل کی بہار | سحر کرتی ہے ہوائے خوشگوار
روح کو مسرور کر دیتی ہے یہ | رنج و غم کافور کر دیتی ہے یہ
جو رتی دنیا کے ہوتے ہیں غلام | اس سے ہو سکتے نہیں وہ شادکام
بن میں رہکر لطف اٹھاتے ہیں وہی | دام خواہش سے جو رہتے ہیں بری

کیونکہ ہوتے ہی نہیں جویائے عیش
سر میں رکھتے ہی نہیں سودائے عیش

آٹھویں گفتگو

ہزار کا بیان

(۱۰۰)

سر پیر کے بغیر جو باتیں ہزار ہوں
معنی نہ جن سے نام کو بھی آشکار ہوں
بہتر کہیں ہے انکے مقابل وہ ایک بات
ہوتی ہے خاص قدر کے قابل وہ ایک بات
جس سے سکونِ قلب کی دولت نصیب ہو
دنیا کے جھنجھٹوں سے فراغت نصیب ہو

(۱۰۱)

جس نظم میں سپردِ قلم ہوں ہزار شعر
ہر چند جان حسن رقم ہوں ہزار شعر
بیکار ہے جو کام کی بات اسمیں کچھ نہ ہو
سرمایۂ مفید حیات اسمیں کچھ نہ ہو
کافی ہے ایک شعر جو مطلب کی بات ہو
ہر لفظ جسکا باعثِ تسکین ذات ہو

(۱۰۲)

اشعار سینکڑوں جو ہوں وردِ زباں تو کیا
حد طول نظم کو جو کوئی نظم خواں تو کیا
ہے شرط یہ کہ مغز سخن بھی سخن میں ہو
ہرگز چمن نہیں جو نہ خوشبو چمن میں ہو

بہتر ہے اس سے وردِ زباں شعر ایک ہو
نظم اس میں شانتی کا مگر درس نیک ہو

(۱۰۳)

جیتی ہزار بار لڑائی اگر تو کیا — لاکھوں پہ تو نے فتح بھی پائی اگر تو کیا
تو خود کو ایک بار بھی تسخیر اگر کرے — نفسِ دنی کو بستۂ زنجیر اگر کرے
یہ جیت واقعی ہو تری باوقار جیت
اس جیت کو کہوں گا میں اک شاندار جیت

(۱۰۴، ۱۰۵)

قابو خودِ اپنی ذات پہ حاصل کرے اگر — مردِ دلیر تزکیۂ دل کرے اگر
اک نظم ایک ضبط میں انساں اگر رہے — غالب مُدام نفس بدانجام پر رہے
پھر اُس کے سامنے نہ کسی کی ذرا چلے — بس اس پہ دیوتا کا نہ گندھرب کا چلے
برہما کے زور سے بھی نہ قابو میں آسکے
ممکن نہیں پھر اس پہ کوئی فتح پاسکے

(۱۰۶)

ہر ماہ سو برس بھی اگر دان دے کوئی — خوش ہو کے تن سے، نام کرے یگیہ سے کوئی
اس کے مقابلے میں یہ بہتر ہزار ہے — اعمالِ انتخاب میں اُس کا شمار ہے
عزت کرے بزرگ صفا کیش کی کوئی — پل بھر کے واسطے ہی بنے آدمی کوئی
سو سال کا دہ یگیہ ہوں وہ فضول ہے
اک لمحہ کی مگر یہ عبادت قبول ہے

(۱۰۷)

سو سال تک [illegible] ریاضت ہوئی تو کیا — حاصل کسی کو یگیہ سے راحت ہوئی تو کیا

اک مرد پاک خو کی جو سیرت نصیب ہو
پل بھر کے واسطے بھی یہ عزت نصیب ہو
حد درجہ سود مند سکوں آفریں ہے یہ
اس سو برس کے یگیہ سے بہتر کہیں ہے یہ

(۱۰۸)

ہو پُنیہ کی غرض سے عبادت جو سال بھر
ہو گیہ کی ہون کی طریقت جو سال بھر
تعظیم نفس پاک کے آگے وہ گرد ہے
قائل جو اس کا ہو وہی ممتاز مرد ہے
ہے پاک باطنوں کی سوا سب سے آبرو
بہتر ہزار درجہ ہے تکریم نیک خو

(۱۰۹)

جو بُردبار ہے ہمہ تن انکسار ہے
جس کی نظر میں صاف دلوں کا وقار ہے
خدمت بڑوں کی روز جو کرتا ہے بے غرض
اس راہ پاک سے جو گزرتا ہے بے غرض
عزّ و وقار پا کے وہ ہوتا ہے سرفراز
ہوتا ہے اُسکی عمر کا رشتہ بہت دراز

(۱۱۰)

پاتا ہے طول زور کا طاقت کا سلسلہ
بڑھتا ہے امن و عیش کا راحت کا سلسلہ
جو بد چلن ہے۔ نفس پہ قابو جسے نہیں
حاصل کرامتِ دل یکسو جسے نہیں
جینا عبث ہے اُسکا جو سو سال تک جئے
جیتا ہے وہ تو پیروئی نفس کے لئے
لیکن جو خوش عمل ہے، جو خوش خو مدام ہے
صرف ایک دن جئے تو بقائے دوام ہے

(۱۱۱)

تحصیل علم میں جو بسر ایک دن بھی ہو
جس کی مراقبہ میں گزر ایک دن بھی ہو

ہے سو برس کی حیاتِ فضول سے — کیا فائدہ ہے عمر کے بیکار طول سے
سست الوجود بن کے جو انساں بسر کرے
آوارگی و نفس دنی میں گزر کرے

(۱۱۲)

ستی میں کاہلی میں جو سو سال کاٹ دے — عمر عزیز یوں جو بد اعمال کاٹ دے
پر ہے ایک دن کی بھی فائق وہ زندگی — ہوتی ہے خاص قدر کے لائق وہ زندگی
آغاز جس میں ہو کسی کار عظیم کا
اظہار جس سے ہو کسی عزم صمیم کا

(۱۱۳)

ں کو برائے نام بھی اس کا نہ ہو پتا — پیدائش اور مرگ یہ دونوں ہیں چیز کیا
و سال کی وہ عمر جو پا کر جیا تو کیا — بیکار زندگی کو بتا کر جیا تو کیا
پیدائش اور مرگ کے سمجھے اگر نکات
اک روز کی بھی ہو تو بہت خوب ہے حیات

(۱۱۴)

آب بقا سے ہو نہ جو انسان سیر کام — جس کو ذرا نہیں خبر مستیٔ دوام
عمر طویل اس کو میسر ہوئی تو کیا — سو سال کی ملی بھی اگر زندگی تو کیا
محسوس جب ہو وسعتِ امکان زندگی
وہ ایک روز عمر کا ہے جانِ زندگی

(۱۱۵)

سو سال تک جئے جو حقیقت سے بے خبر — ہو بہترین دھرم کی نعمت سے بے خبر
واقف نہ ہو جو نیک عمل کے اصول سے — ننگِ وجود ہے وہ حیاتِ فضول سے

جب ہاتھ آئے دہر میں عرفانِ زندگی
اک روز کی حیات ہے وہ جانِ زندگی

نویں گفتگو

گناہ کا ذکر

(۱۱۶)

اچھے کام میں دیر ہی کیوں ہو
بر پا یہ اندھیر ہی کیوں ہو
دل بدکیش نہ ہونے پائے
سینہ ریش نہ ہونے پائے
ہو نہ ذرا سی کبھی ڈھیل اسمیں
عیب نہیں ہے تعجیل اس میں
دیر جو اس میں ہو جاتی ہے
قسمت گویا سو جاتی ہے
دل بدعت ڈھانے لگتا ہے
سوئے بدی جانے لگتا ہے

(۱۱۷)

ہو جائے اک بار جو غفلت
ثابت ہو آزار جو غفلت
حرج نہیں کچھ اس میں زیادہ
ہاں نہ مگر ہو اس کا اعادہ
پھر نہ گنہ یہ ہونے پائے
عقل نہ ہرگز کھونے پائے
خود کو محو نہ کر دے اس میں
رنگ نہ اپنا بھر دے اس میں
پاپ جو یکجا ہو جاتے ہیں
در پئے ایذا ہو جاتے ہیں

(۱۱۸)

نیک عمل اک بار اگر ہو　　مائل اس کی سمت بشر ہو
سلسلہ اُس کا جاری رکھے　　شغل یہ اعلیٰ جاری رکھے
دل کو نہ پھر فرصت دم بھر دے　　خود کو واقف اس سے کر دے
کار خیر کا بڑھتے رہنا　　اس دریا کا چڑھتے رہنا
روحانی راحت دیتا ہے
لافانی نعمت دیتا ہے

۱۱۹

جب تک پاپ نہیں پھل دیتا　　عبرت نہیں کوئی بھی لیتا
دل اس پر مائل رہتا ہے　　دل اس کا قائل رہتا ہے
اس میں اک لذّت پاتا ہے　　اس کے ترک سے گھبراتا ہے
لیکن جب پھل مل جاتا ہے　　کوئی نیا گل کھل جاتا ہے
لذّت رخصت ہو جاتی ہے
پاپ سے نفرت ہو جاتی ہے

(۱۲۰)

اجر عمل ملنے سے پہلے　　دل کی کلی کھلنے سے پہلے
نیک عمل انسانوں کو بھی　　ہشیاروں، فرزانوں کو بھی
کچھ گھبراہٹ سی رہتی ہے　　ہر دم فکر ہی رہتی ہے
نیک عمل کا پھل پانے سے　　اُس کی قیمت مل جانے سے
راس مقدر آجاتا ہے
فعل یہ دل کو بھا جاتا ہے

(۱۲۱)

خمیازے سے بچ جاؤں گا — اس کی زد میں نہ میں آؤں گا
جو یہ سوچ کے پاپ کرے گا — اپنا برا خود آپ کرے گا
رکھے ایسا وہم نہ کوئی — کہلائے کج فہم نہ کوئی
گر کر قطرہ قطرہ پانی — ہو جاتا ہے یکجا پانی
کام وہ اپنا کر جاتا ہے — برتن اس سے بھر جاتا ہے
اور جب اس کا پھل ملتا ہے — کڑوا کڑوا پھل ملتا ہے
رہ جاتا ہے حیرت میں وہ
پھنس جاتا ہے مصیبت میں وہ

(۱۲۲)

نیک عمل کا ہے کیا حاصل — اس کی کوشش ہے لاحاصل
پاس نہ وہم یہ آنے پائے — دل کو نہ یہ بہکانے پائے
نیک عمل سے ہو نہ کشیدہ — ہے انسان اگر فہمیدہ
قطرہ قطرہ پانی گر کر — بھر جاتا ہے برتن اکثر
دل میں توکل رکھنے والے — صبر کی لذّت چکھنے والے
جو یہ کمائی کر لیتے ہیں — پُنیّہ کی دولت بھر لیتے ہیں
بڑھ جاتا ہے رفتہ رفتہ
اُن کے ثوابوں کا سرمایہ

(۱۲۳)

تھوڑے سے ہمراہی لیکر — چلتے ہیں تاجر جو تونگر
ہو جاتے ہیں بے اندیشہ — کر دیتے ہیں ترک ہمیشہ

خوف میں ڈالنے والی راہیں — رکھتے ہیں وہ تیز نگاہیں
یا جیسے جینے کا طالب — آجاتا ہے دل پر غالب
زہر سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے — اپنی جان بچا لیتا ہے
ایسے ہی ہر عاقل انساں — ہو اپنی بہبود کا خواہاں
دل نہ کرے اس سے وابستہ
کردے ترک گنہ کا رستہ

(۱۲۴)

ہاتھ نہیں جب زخمی ہوتا — گھاؤ نہیں جب کوئی ہوتا
زہر ہم اس پر رکھ سکتے ہیں — سچائی یہ پرکھ سکتے ہیں
زخم سے پاک اگر ہوتا ہے — ہاتھ وہ ہاتھ نڈر ہوتا ہے
اس کا کرب نہیں بڑھ سکتا — اُس پر زہر نہیں چڑھ سکتا
ایسے ہی جو پاک بشر ہے — وہ سچ مچ بے باک بشر ہے
حاصل وصف ہے ایسا اس کو
پاپ نہیں لگ سکتا اُس کو

(۱۲۵)

پاک منش کو نیک سیر کو — خوش خصلت بے عیب بشر کو
جو کوئی ملزم ٹھہراتا ہے — خود وہ عیبی کہلاتا ہے
ہوتا ہے وہ گنہ آلودہ — کہتے ہیں اس کو سب بیہودہ
جیسے دھول جو از راہِ شر — پھینکی جائے ہوا کے رُخ پر
ڈالنے والے پر پڑتی ہے
اُلٹی اس کے سر پڑتی ہے

(۱۲۶)

انساں دہر میں پیدا ہو کر — کرموں سے وابستا ہو کر
پاتے ہیں ہر کرم کا ثمرا — اس سے کوئی نہیں بچ سکتا
جو بے عقل بھٹک جاتے ہیں — پاپی بن کے نرک[۱] میں جاتے ہیں
اچھے کرم جنھیں بھاتے ہیں — سورگ میں خاص جگہ پاتے ہیں
بے لوثی میں ہیں جو کامل
کرتے ہیں نروان وہ حاصل

(۱۲۷)

خواہ فرازِ عرش بریں ہو — خواہ بہ زیر فرش زمیں ہو
خواہ پہاڑوں کی ہو ترائی — خواہ سمندر کی گہرائی
کوئی جگہ اصلا نہیں ایسی — کوئی جگہ پیدا نہیں ایسی
جس میں کچھ آنچ نہ آنے پائے — غم نہ بشر کو کھانے پائے
کس کو ہی پرہیز کا یارا
پاپ سے مشکل ہے چھٹکارا

(۱۲۸)

اوجِ فلک پہ خواہ جگہ ہو — خواہ سمندر کی وہ تہہ ہو
خواہ وہ غار پہاڑوں کے ہوں — خواہ کہیں بھی ہم رہتے ہوں
موت بہر صورت آئے گی — ساتھ ہمیں لیکر جائے گی
اس سے مفر ممکن ہی نہیں ہی — اس سے حذر ممکن ہی نہیں ہی
موت کے گھاٹ اُترتا ہوگا
ہم کو سفر یہ کرنا ہوگا

---

۱ نرک یعنی دوزخ

دسویں گفتگو

سزا کا ذکر

(۱۲۹)

اپنی اپنی قضا سے ڈرتے ہیں
آدمی سب سزا سے ڈرتے ہیں
ہر طرف خلق میں ہی آوازہ
ہی قیامت کی چیز خمیازہ
اس لئے اب شعار ہو ایسا
ڈھنگ کچھ اختیار ہو ایسا
اپنی مانند دوسروں کو بھی مان
ہی تری طرح دوسروں کے بھی جان
اُن پہ بھولے سے بھی نہ ہاتھ اُٹھائے
نہ کسی دوسرے سے قتل کرائے

(۱۳۰)

جان دے مفت کیوں کوئی اپنی
سب کو پیاری ہی زندگی اپنی
سب کو رہتا ہی خوف اجر عمل
جان لیتا ہی سب کی بیم اجل
نہ کسی پھیر میں اُلجھ نافہم
سب کو اپنی طرح سمجھ نافہم
غیر کی ذات، ذات اپنی ہی
اُس کی ہر بات، بات اپنی ہی
نہ کوئی دوسرا کرے قربان
لے نہ خود اسکی اپنے ہاتھ سے جان

(۱۳۱)

ذکرِ غم سے کراہنے والے
عیش و عشرت کے چاہنے والے

جو رقیبوں کی جان لیتے ہیں
غم نصیبوں کی جان لیتے ہیں

کیونکہ وہ بھی ہیں عیش کے طالب
اُن پہ بھی فکرِ عیش ہے غالب

اُن کو اپنا ہدف بناتے ہیں
اُن پہ دستِ ستم اُٹھاتے ہیں

ایسے انساں ہیں لعنتِ کونین
کبھی پاتے نہیں وہ مر کے بھی چین

(۱۳۲)

جنکو سکھ کی خوشی کی خواہش ہے
عیش کی خرّمی کی خواہش ہے

اور ہوتے نہیں ٹسک دل کے
پیچھے پڑتے نہیں مقابل کے

تنگ اسکو ذرا نہیں کرتے
ظلم اس پر بپا نہیں کرتے

بھول کر بھی نہیں اٹھاتے ہاتھ
زندگی کاٹتے ہیں چین کے ساتھ

دہر سے کامگار جاتے ہیں
بعد مُردن بھی چین پاتے ہیں

(۱۳۳)

ہو کلامِ درشت سے پرہیز
تلخ گوئی سے واجبی ہے گریز

بولنے میں زبان سخت نہ ہو
لہجۂ گفتگو کرخت نہ ہو

ورنہ ویسے ہی لوگ آئینگے پیش
دل کرینگے زبانِ سخت سے ریش

بدزبانی خراب ہوتی ہے
اک گنہ، اک عذاب ہوتی ہے

نہ رہوگے جو اس عذاب سے دور
تم کو اُسکی سزا ملے گی ضرور

(۱۳۴)

ہاتھ اُٹھا دے کوئی اگر تم پر — نہ ہو اُس کا ذرا اثر تم پر
ٹوٹے کانسے کی طرح کچھ نہ کہو — جو بھی تم پر پڑے خوشی سے سہو
حرفِ شکوہ زباں پہ آ نہ سکے — ضبط کی تاب دل سے جا نہ سکے
اس سے انسان مُکت ہوتا ہے — نہیں نروان یہ تو پھر کیا ہے

رہے باقی نہ شور و شر کی بات
رستگاری یہی، یہی ہے نجات

(۱۳۵)

جیسے ڈنڈے کے زور سے گوالا — یعنی گایوں کو پالنے والا
ان کو لے جائے چارہ گاہوں میں — نہ بھٹکتی پھریں وہ راہوں میں
بالکل ایسے ہی اک طرف پیری — دوسری سمت موت کی آندھی
عمرِ انساں کو ٹھیل دیتی ہے — جھکڑوں میں ڈھکیل دیتی ہے

نہیں رہتا کہیں پتہ اُس کا
ختم ہوتا ہے سلسلہ اُس کا

(۱۳۶)

پہلے تو پاپ خوب کرتا ہے — دو جہاں کے عیوب کرتا ہے
نہیں انجام پر نظر رہتی — نہیں عقبیٰ کی کچھ خبر رہتی
سامنے پھل مگر جب آتا ہے — پاپ اُس کا اُسے ستاتا ہے
آگ اُسکی اُسے جلاتی ہے — اُس کے دل کو توا بناتی ہے

آنچ لگتی ہے جب گناہوں کی
بار پڑتی ہے [illegible]

(۱۳۷ تا ۱۴۰)

بے گناہوں کو جو ستاتے ہیں — بیکسوں پر جو ظلم ڈھاتے ہیں
سختیاں صبح و شام کرتے ہیں — اُن پہ جینا حرام کرتے ہیں
کچھ یہ خودکام سوچتے ہی نہیں — اپنا انجام سوچتے ہی نہیں
بھوت سر پر سوار رہتا ہے — اُن کے دل میں غبار رہتا ہے
پھوٹ جاتی ہیں جوش میں آنکھیں — کیا کھلیں اُن کی ہوش میں آنکھیں
دشمنِ جان و مال ہوتے ہیں — ظلم کر کے نہال ہوتے ہیں
ایسے جاہل زبوں شعاروں کو — خود پرستوں کو نابکاروں کو
اک نہ اک دن سزا بھی ملتی ہے — خود ہی بنیاد ان کی ہلتی ہے
اُن کے اعمال کا مآل ہے غم — دس سزائیں جو ذیل میں ہیں رقم
اُن میں سے اک نہ اک وہ پاتے ہیں — خود کو یوں دوزخی بناتے ہیں
ہر نفس بے کلی سی رہتی ہے — آگ دل میں لگی سی رہتی ہے
سر پہ جو آسماں اُٹھاتے ہیں — کچھ نہ کچھ وہ زیاں اُٹھاتے ہیں
ٹوٹ جاتا ہے عضوِ جسم کوئی — پھر یہ شکلِ حسیں نہیں رہتی
ایسی آتی ہے کوئی بیماری — موت ہوتی ہے جان پر بھاری
خفقان اُن کو گھیر لیتا ہے — خوفِ جاں اُن کو گھیر لیتا ہے
یا حکومت کا قہر ہوتا ہے — جان لیوا یہ زہر ہوتا ہے
لوگ دیتے ہیں گالیاں ہر سمت — ان پہ بجتی ہیں تالیاں ہر سمت
ختم ہوتا ہے کوئی رشتہ دار — لوٹ لیتا ہے زندگی کی بہار
عیش کی زندگی نہیں رہتی — دل میں کوئی خوشی نہیں رہتی
یوں بھی انکا زیاں ہو، ممکن ہے — نذرِ آتش مکاں ہو ممکن ہے

جسم جب اُس کا چھوٹ جاتا ہی ‏ ‏ زلیست کا بند ٹوٹ جاتا ہے

مبتلا ہو کے درد میں غم میں

مر کے جاتا ہی وہ جہنم میں

(۱۴۱)

بے لباسی کا خواہ جامہ ہو ‏ ‏ جسم پر ایک بھی نہ کپڑا ہو

خواہ کوئی بنے جٹا دھاری ‏ ‏ بوجھ بالوں کا سر پہ ہو بھاری

ڈرے لیکر حماقتوں سے کام ‏ ‏ کوئی کیچڑ ملے بدن پہ تمام

چاہے کھائے نہ رات دن کھانا ‏ ‏ منھ میں ڈالے نہ ایک بھی دانا

چاہے سوئے کڑی زمیں پہ کوئی ‏ ‏ چاہے تن پر لپیٹ لے مٹی

چاہے بیٹھا رہے کوئی اکڑوں ‏ ‏ نہیں ممکن ذرا بھی پائے سکوں

گندگی اُس کی جا نہیں سکتی ‏ ‏ شانتی اُس میں آ نہیں سکتی

جسکے دل میں ہیں خواہشیں باقی ‏ ‏ اک جہاں کی ہیں کاہشیں باقی

یہ نہیں طور ہے صفائی کا

راز کچھ اور ہے صفائی کا

(۱۴۲)

شوق سے محو جامہ پوشی ہو ‏ ‏ شرط یہ ہے کہ نیک کوشی ہو

کام لیتا ہو بردباری سے ‏ ‏ پیش آتا ہو خاکساری سے

نفس امارہ پر جو بھاری ہو ‏ ‏ برہم چاری سا برہم چاری ہو

کسی ذی روح کو نہ دے آزار ‏ ‏ سر دہ رکھے گناہ کا بازار

وہی مردِ عقیل خوش خو ہے ‏ ‏ برا ہمن ہے سرین ہی بھکشو ہی

ہے پسندیدہ بات بات اُسکی
پاک ہی پاک صرف ذات اُسکی

(۱۴۳)

ایسے انساں بھی چند ہوتے ہیں — برتر و سربلند ہوتے ہیں
جنکو ہوتی ہی شرم خود اپنی — نہیں کرتے کبھی گناہ کوئی
جیسے چلنے میں وار کوڑے کا — اسپ چالاک سہہ نہیں سکتا
آبرو اپنی کھو نہیں سکتے — کبھی بدنام ہو نہیں سکتے
اُن پہ انگلی کوئی اٹھائے محال
حرف بھی اُن پہ کوئی لائے محال

(۱۴۴)

جیسے کھا کھا کے پیٹھ پہ کوڑا — تیز ہوتا ہے چال میں گھوڑا
شاہراہِ عمل میں چست رہو — کبھی بھولے سے بھی نہ سست رہو
دل کو سچی لگن سے کام رہے — تم کو اچھے چلن سے کام رہے
رنگ روئے صفا نہ پھیکا ہو — تخم ضائع نہ مردمی کا ہو
محویت سی ہو محویت طاری — دھرم کی گفتگو رہے جاری
ایک دنیا کہے ہمیں تم کو — اس کی عظمت کا ہو یقیں تمکو
علم کی روشنی میسر ہو — سرِ آگہی میسر ہو
حسنِ کردار سے نہال رہو — نیک اعمال سے خوش خصال رہو
عاقبت کا تمہیں خیال رہے — ہر نفس اپنی دیکھ بھال رہے
یہی آزار دل کا درماں ہے
یہی اہلِ نظر کا فرماں ہے

(۱۴۵)

فرض سمکیب وہ جی چراتے ہیں
پانی لانا ہی جن کو لاتے ہیں

تیر سازی ہے مشغلہ جن کا
وہ بھی کرتے ہیں دل سے کام اپنا

کام کرتے ہیں چوب کا نجّار
اُن کو دیکھا مدام بر سر کار

لکڑیوں کو جھکا ہی دیتے ہیں
قوس اُنکو بنا ہی دیتے ہیں

جو رہِ نیک سے گزرتے ہیں
یونہی تسخیر نفس کرتے ہیں

گیارھویں گفتگو

آگ کی تمثیل میں

(۱۴۶)

ہر چیز میں آگ لگ رہی ہے — کچھ اور ہی تم کو سوجھتی ہے
ہے کام ہنسی سے دل لگی سے — ہر وقت مگر ہے تیرگی سے

جویا نہیں روشنی کے پھر بھی
طالب نہیں آگہی کے پھر بھی

(۱۴۷)

دیکھو تو ذرا یہ جسم کیا ہے — آخر اس کا طلسم کیا ہے
اس میں لاکھوں اذیتیں ہیں — سب بربادی کی صورتیں ہیں
پھولا پھولا بدن یہ سارا — ہے اک امراض کا پٹارا
ہر وقت ہے زور خواہشوں کا — نرغہ ہے غموں کا ہشتوں کا

اس کا نہیں اعتبار کوئی
صورت نہیں پائدار کوئی

(۱۴۸)

لاغر ہے نحیف ہے بدن یہ — گندہ ہے کثیف ہی بدن یہ

امراض کا اُس کو گھر سمجھے — بالکل نامعتبر سمجھے

سڑ کر گل جائے گا کسی روز — ہے اس کا مآل حسرت اندوز

آتے ہیں نظر یہ جتنے جاندار

سب کو مرنا ہی آخر کار

(۱۴۹)

دیکھو تو ذرا یہ چشم بینا! — یہ ڈھیر سفید ہڈیوں کا

لوکی جاڑے کی ہے یہ گویا — جس میں نہیں نام تازگی کا

اُن کا جو ہے یہ سفید میدا — ہے رنگ کبوتر اس سے پیدا

جب اسکے نصیب میں فنا ہو

اُس سے رغبت کسی کو کیا ہو

(۱۵۰)

یہ جسم یہ سحر دفن کا پتلا — اک شہر ہی چند ہڈیوں کا

اوپر سے چڑھا ہے گوشت اُسپر — ہی اس میں رواں لہو سراسر

پیری اس میں چھپی ہوئی ہے — تصویر یہ ایک موت کی ہے

کبر و نخوت سے تنگ دامن

ہی یہ بغض و حسد کا مسکن

(۱۵۱)

راجاؤں کے رتھ حسین و ارفع — منقوش، سبک سبک، مرصع

ہو جاتے ہیں ایک دن کہن سال — کرتا ہے زمانہ ان کو پامال

ہوتا ہے یہ جسم بھی پُرانا — اس کا نہیں مستقل ٹھکانا
داناؤں کا دھرم جو مگر ہے — وہ روزِ فنا سے بے خطر ہے
ہوتا نہیں وہ کبھی پُرانا — بنتا نہیں ضعف کا نشانا
انسان ہیں جو بھی نیک بنیاد — اُن سے ہی یہ اہلِ دل کا ارشاد

(۱۵۲)

انساں جو شعور سے ہی محروم — جس میں فہم و خرد ہے معدوم
اُس سے لازم ہے دور رہئے — اُس کو لازم ہے بیل کہئے
اس میں نہیں عقل و ہوش اصلا — بڑھتا ہے تو صرف جسم اُس کا

اس کے لئے ہے یہی ترقی
کرتی نہیں آگہی ترقی

(۱۵۳، ۱۵۴)

جو گھر کے قیام کا سبب ہے — جس سے یہ وجود روز و شب ہی
میں اس کی تلاش میں رہا خوار — پیدا ہونا پڑا کئی بار
یہ جسم کی قید اک بلا ہے — اس دکھ میں ہر ایک مبتلا ہی
لیکن اے گھر بنانے والے — اس سمت قدم اٹھانے والے
جو تیرا بھرم تھا کھل گیا سب — ممکن نہیں گھر یہ بن سکے اب
کڑیاں تری ہو گئیں شکستہ — تعمیر یہ ہو گئی ہے خستہ
دل سے ہر درد جا چکا ہے — اِس گھر میں تغیّر آ چکا ہے

معدوم ہی اب ہر ایک خواہش
نابود ہی زندگی سے کاہش

(۱۵۵)

جس نے نہیں برہم چرج رکھا   جس نے نہیں ذائقہ یہ چکھا
عمر اپنی اسی طرح گنوائی   کی کچھ نہ شباب میں کمائی
بگلے کی روش پہ چل رہے ہیں   اوندھے سانچے میں ڈھل رہے ہیں
تالاب ہے گو بغیر ماہی   لیکن یہ شکار کج نگاہی
مچھلی کی امید کر رہے ہیں   بس دھیان اسی کا دھر رہے ہیں

آئیگا نہ کچھ بھی ہاتھ اُن کے
جائیگا یہ رنج ساتھ اُن کے

(۱۵۶)

تھی جس میں ہوس کی خام کاری   دم بھر بھی رہا نہ برہمچاری
کھو کر بیٹھا ہے جو جوانی   ہے اپنی تباہیوں کا بانی
پیسہ نہ بچا کے جس نے رکھا   کچھ بھی نہ کما کے جس نے رکھا
انسان احمق وہ بے گمان ہے   ٹوٹی ٹوٹی سی اک کمان ہے
پچھلی باتوں کو یاد کر کے   ساری گھاتوں کو یاد کر کے

کرتا ہے مآل کار افسوس
افسوس اُس پر ہزار افسوس

بارھویں گفتگو

اپنی ذات کے بارے میں

(۱۵۷)

خود کو انسان جو پیار کرتا ہے
خود پہ سب کچھ نثار کرتا ہے
اپنی ہر بات پر نظر رکھے
خود کو بیحد سنبھال کر رکھے
رات کو اک پہر رہے بیدار
اپنی جانب سے خود رہے ہشیار
جو بھی دانا ہو جو بھی بینا ہو
گرد سے پاک جس کا سینا ہو

نہیں واجب کہ رات بھر سوئے
رات میں صرف دو پہر سوئے

(۱۵۸)

جو ہو اس کی نظر میں اچھی بات
جس سے بڑھتی ہو آبروئے حیات
اس پہ خود ہی عمل کرے پہلے
دیکھ لے اس کے فائدے پہلے
اس کی تلقین دے پھر اوروں کو
اس سے تسکین دے پھر اوروں کو
خود جو ہو مائل فضیحت وہ
دوسروں کو نہ دے نصیحت وہ

اس سے دانا سکون پاتے ہیں
ایک بھی دکھ نہیں اٹھاتے ہیں

(۱۵۹)

کام جو رہبری سے لیتا ہے — دوسروں کو جو درس دیتا ہے
پہلے خود ہی وہ اس پہ عامل ہو — تجربہ جو بھی ہو وہ کامل ہو
درس دیتا ہے خود کو جو پہلے — جیت لیتا ہے خود کو جو پہلے
وہی اوروں کو جیت پاتا ہے — وہی قابو میں سب کو لاتا ہے
سرفروشی سے خود بنے سردار
کام لیکن ہے یہ بہت دشوار

(۱۶۰)

آدمی اپنا آپ سالک ہے — آدمی اپنا آپ مالک ہے
وہ کسی غیر کا نہیں محتاج — ہو ہی سکتا ہے اُسپہ کسکا راج
اس کا مالک نہیں خود اُس سے جُدا — اپنی تقدیر کا ہے خود ہی خدا
خود کو خود ہی جو زیر کرتا ہے — اپنے ہاتھوں سے خود سنورتا ہے
صاف کرتا ہے راستا اپنا
وہی بنتا ہے خود خدا اپنا

(۱۶۱)

آدمی جو گناہ کرتا ہے — وہی اس کو تباہ کرتا ہے
عیب جو ہے خود اس کا پروردہ — کارِ بد ہے جو اس کا خود کردہ
وہی آزار اُس کو دیتا ہے — وہی خود جان اس کی لیتا ہے
لاکھ ہیرا ہو مخزنِ تابش — اس میں پتھر کی گر ہو آمیزش
عیب ہو جائے تا کہ اُس کا دور
چوٹ لگواتا ہی ہے

(۱۶۲)

جس کے اعمال ہوں خراب بہت — جسکے افعال ہوں خراب بہت
پیرہن جسکے دل کا میلا ہو — دور تک سلسلہ یہ پھیلا ہو
جس میں ہر قسم کی برائی ہو — شال[1] پر جیسے بیل چھائی ہو
اپنے حق میں وہ زہر بوتا ہے — آبرو اپنی خود ہی کھوتا ہے

اُسکی اپنے سے خود ہی اَن بن ہے
وہ بذات خود اپنا دشمن ہے

(۱۶۳)

جرم کا ارتکاب ہے آساں — پیروئی عذاب ہے آساں
سہل ہے وہ شعار وہ پیشہ — جس سے نقصان کا ہو اندیشہ
نہیں دشوار کچھ بُرا بننا — سر بسر پیکرِ خطا بننا
نیک بننا مگر نہیں آساں — کام یہ بیشتر نہیں آساں

جس سے ہو کچھ بھی فائدہ حاصل
کام ہے واقعی وہی مشکل

(۱۶۴)

جو عقیدے فضول رکھتا ہے — بہکے بہکے اصول رکھتا ہے
آج مت جس کی اور کل کچھ ہے — کچھ سکوں جس میں ہی خلل کچھ ہے
عقل سے ہوش سے ہی کوسوں دور — جس کی اک بات میں ہیں لاکھ فتور
نیک کوشوں سے کھنچ کے رہتا ہے — ان کو وہ بد شعار کہتا ہے
ان مہذب طریق والوں کو — خوش نہادوں کو خوش خیالوں کو
نہیں لاتا کبھی نگاہ میں وہ — خار بنتا ہے ان کی راہ میں وہ

---

[1] شال ایک درخت کا نام ہے

بانس کے پھل سے اسکو نسبت ہی
لیکن نیکوں سے جز و فطرت ہے
خود اسی آگ میں وہ جلتا ہے
خودکشی کے لئے وہ پھلتا ہے

جان دیتا ہے مفت مرتا ہے
خاتمہ اپنا خود ہی کرتا ہے

(۱۶۵)

اپنی کرنی ہی خوار کرتی ہے
سرنگوں شرم سار کرتی ہے
شر سے وہ انحراف رکھتا ہے
اپنے دل کو وہ صاف رکھتا ہی
پاپ کا ہو چلن کہ نیکی کی چال
ہاں ہر انسان کے جدا اعمال
کیجئے اپنی آپ ہی اصلاح
غیر ممکن ہے غیر کی اصلاح

خواہ اچھا ہو یا بُرا کوئی
کیا کرے اس میں دوسرا کوئی

(۱۶۶)

کام آئے جو دوسروں کے لئے
ہو بھلائی اگر بڑوں کے لئے
اُسکی بھی ایک حد مقرر ہی
وہ بھی اک دائرے کے اندر ہی
نہ زیاں جس میں ہو خود اپنا بھی
اور بن جائے کام اُن کا بھی
اپنی بہبود پر نظر رکھے
نفع پر سود پر نظر رکھے

وہ کرے جس سے ہو بھلا سب کا
اُسمیں مضمر ہو فائدہ سب کا

تیرھویں گفتگو

دنیا و عقبیٰ کے بارے میں

(۱۶۷)

ہو نہ مائل خراب راہوں سے
نہ ہو مطلب کوئی گناہوں سے

کاہلی سے نہ کام لے انساں
اُسکی جانب نہ دھیان دے انساں

پاؤں رکھے نہ راہ باطل میں
بات آئے نہ بے تکی دل میں

نہ ہو منصوبۂ فضول کوئی
ہو طریقہ نہ بے اصول کوئی

سر میں اغراض کی ہوا نہ بڑھے
آمد و شد کا سلسلہ نہ بڑھے

(۱۶۸)

نہ ہو داخل شعار میں سستی
چاہیئے بات بات میں چستی

اُٹھ کے راہِ عمل کا مرد بنے
جو ہو فخر زماں وہ فرد بنے

راہ جو نیک ہو اسی پہ چلے
سایۂ امن و عافیت میں پلے

دھرم کی سمت جسکو رغبت ہو
نیک کوشی ہی جسکی خصلت ہو

اُسکی دنیا بھی خوب بنتی ہے
اُسکی عقبیٰ بھی خوب بنتی ہے

(۱۶۹)

دھرم کی راہ میں قدم رکھے
نہ کسی بات کا بھی غم رکھے
روش بد سے انحراف رہے
میل دل میں نہ آئے صاف رہے
فرق آنے نہ پائے عزت میں
جذب نیکی ہو اتنی خصلت میں
ادب اُس کا ہو احترام اُس کا
رہے دونوں جہاں میں نام اُسکا
راحتِ دنیوی میسّر ہو
آخرت بھی سکوں کا مظہر ہو

(۱۷۰)

جیسے انساں حباب کو دیکھے
بے حقیقت سراب کو دیکھے
ویسے ہی زندگی کو بھی جانے
چیز ہی کیا یہ دہر، پہچانے
یاد رکھے کہ یہ بھی فانی ہے
چند روزہ ہے آنی جانی ہے
اس حقیقت سے بہرہ ور جو ہی
نکتہ بیں ہی جو، دیدہ ور جو ہی
اُس سے آنکھیں نہیں ملاتی ہے
موت بھی اس سے خوف کھاتی ہے

(۱۷۱)

ہے یہ دنیا بہت عجیب جگہ
اس پہ ڈالو ذرا بہ غور نگہ
کسی ساحر کی سحر کاری ہے
کسی راجہ کی یہ سواری ہے
ہے یگانہ نظر فریبی میں
پھیر ہی اس کی دیدہ زیبی میں
ہیں وہ احمق جو اس پہ مائل ہیں
ہیں وہ ناداں جو اُسکے سائل ہیں
ہاں ہیچ کہتے ہیں عقل مند اُس کو
[illegible]

(۱۷۲)

پھر نہ بھولے جو بھول کر اک بار ۔۔۔ عقل سے کام لے، رہے ہشیار
وہ رہائی الم سے پاتا ہے ۔۔۔ قیدِ کلفت سے چھوٹ جاتا ہے
رہ کے بدلی میں جس طرح مستور ۔۔۔ چمک اٹھتا ہے پھر مہِ پُر نور
چھوڑ کر آدمی بھی جادۂ عیب ۔۔۔ نہیں کرتا جو پھر ارادۂ عیب
دل کے ایواں کو جگمگاتا ہے
دو جہاں میں فروغ پاتا ہے

(۱۷۳)

کر چکا ہو کوئی ہزار گناہ ۔۔۔ خواہ اس کے ہوں بیشمار گناہ
پھر بھی نیکی جو اختیار کرے ۔۔۔ کام اچھے جو بے شمار کرے
ہوں فزوں نیکیاں گناہوں سے ۔۔۔ نہ ہو کوئی زیاں گناہوں سے
صاف ہو جائے گردِ دامن ۔۔۔ نام ہو جائے ہر طرف روشن
چاند بدلی میں جیسے پنہاں ہو
اور پھر چرخ پر نمایاں ہو

(۱۷۴)

جو بھی دنیا میں ہے وہ اندھا ہے ۔۔۔ کب حقیقت کو دیکھ سکتا ہے
آنکھ والے تو صرف ہیں دو چار ۔۔۔ قوتِ دید سب کی ہے بیکار
جو پرندے ہیں دام سے آزاد ۔۔۔ قیدِ رنجِ دوام سے آزاد
ہے بہت کم شمار ایسوں کا ۔۔۔ ذکر ہے یادگار ایسوں کا
کم ہیں یونہی نجات کے حقدار،
نقدِ عیشِ حیات کے حقدار

(۱۷۵)

ہے سہروش ہنس کی پرواز — اور جن میں ہے قوت اعجاز
جادہ چرخ سے گزرتے ہیں — ہر دو عالم کی سیر کرتے ہیں
کام کے ساتھ لاکھ فوجیں ہوں — دل میں چاہے ہزار موجیں ہوں
پھر بھی جو اُس کو جیت لیتا ہے — نفس دوں کو شکست دیتا ہے
اس کی دنیا میں بات رہتی ہے
مل کے اس کو نجات رہتی ہے

(۱۷۶)

دل پہ قابو جو کر نہیں سکتے — زندگی پھر اُبھر نہیں سکتے
نام لیتا نہیں نکوئی کا — جو ہے خوگر دروغ گوئی کا
جھوٹ فطرت میں جسکی داخل ہے — جو بھی ہے عیب، عیب کامل ہے
جسے اندیشۂ مآل نہیں — آخرت کا ذرا خیال نہیں
اک مسافر فنا کی راہ کا ہے
اس میں امکان ہر گناہ کا ہے

(۱۷۷)

جو بخیلی سے کام لیتا ہے — کوڑی کوڑی پہ جان دیتا ہے
کبھی جنت میں جا نہیں سکتا — زیست کا حظ اٹھا نہیں سکتا
عقل سے ہوش سے جو ہے محروم — دان کی قدر کیا اُسے معلوم
جو تجمل شعار ہوتے ہیں — آدمی باوقار ہوتے ہیں
دان کر کے وہ سکھ اُٹھاتے ہیں
زندگی دوام پاتے ہیں

(۱۷۸)

فائدہ کیا جو کوئی ہو بھی گیا — روئے گیتی کا مالکِ یکتا
سورگ بھی مل گیا تو کیا حاصل — نہیں یہ شی بھی قدر کے قابل
آدمی حکمراں ہوا بھی تو کیا — خسرو دو جہاں ہوا بھی تو کیا
برتری صرف اسی کو حاصل ہے — جسکے دل میں یقینِ منزل ہے

رہِ نیکی میں جو قدم زن ہے
اپنی روحانیت سے روشن ہے

چودھویں گفتگو

عقل مندوں کے باب میں

(۱۷۹)

آپ جس کی گرد کی کثرت میں کھوسکتی نہیں — جیت جس کی ہار میں تبدیل ہو سک…
کامیابی جس کی، ہر انسان کے بس کی نہیں — جس کی جانب آنکھ بھی اکثر کی اٹھ سک…
جو ہوا و حرص کی زنجیر سے آزاد ہے — دور کوسوں جسکی فطرت سے غم افت…
جسکی آگاہی کا دانش کا کہیں پایاں نہیں — تنگ دامانی کا جس کے علم میں امکا…
اپنے مرکز سے کسی عنوان ہٹ سکتا نہیں
بڑھ کے آگے وہ کبھی پیچھے پلٹ سکتا نہیں

(۱۸۰)

خواہشوں کے دام میں جو ہو نہیں سکتا اسیر — کر نہیں سکتیں جسے لذات نفسانی ج…
اُن کے بہکانے سے جو ہرگز بہک سکتا نہیں — راہ سے بے راہ ہو کر جو بھٹک سکتا…
دخل ناممکن ہے ان کا جسکے قلب پاک میں — آبرو اُسکی ملا سکتیں نہیں یہ خاک…
ایسے مردِ باخبر کو کون کر سکتا ہے پست — غیر ممکن ہے کسی صورت سے بھی اُسکی شکس…
کوئی اُس کو اپنے مرکز سے ہٹا سکتا نہیں
وہ کسی کے پھیر میں زنہار آسکتا نہیں

(١٨١)

ر کی دولت سے جو انسان مالامال ہے — جس کا شیوہ ہی تحمل جس میں استقلال ہی
ست صہبائے تصور جو ہمیشہ ہے نہال — ہو گیا ہی جسکو جبر و ترک میں حاصل کمال
کے دل میں شانتی ہے جس میں پیدا ہی سکون — معرفت آگاہ جو ہی واقفِ رازِ دروں
کمال ایسے نہایت قابلِ تعریف ہیں — خوش خیال ایسے نہایت لائقِ توصیف ہیں

محو مثلِ شاخِ گل ہر دم گل افشانی میں ہیں
دیوتا بھی تر زباں اُن کی ثنا خوانی میں ہیں

(١٨٢)

دمی کا جسم ہی دنیا میں جسمِ انتخاب — اور ہوتا ہے یہ مشکل یہ کسی کو دستیاب
دمی کی زندگی قائم نہیں رہتی مدام — آدمی کی زندگی کا غیر ممکن ہی دوام
نکو سد دھرم کی سننی بھی مشکل ہی بہت — رہروانِ زیست سے دور اس کی منزل ہی بہت
ن جو دیتے ہیں ان باتوں پہ وہ انساں ہیں کم — معرفت آثار کم ہیں آگہہ ایماں ہیں کم

گیانیوں کا جنم بھی ہوتا ہی مشکل سے بہم
ایسی پیدائش جہاں میں بیشتر ہوتی ہے کم

(١٨٣)

دمی کا جو چلن ہو عیب سے وہ پاک ہو — اپنے ہاتھوں اُسکی عظمت کیوں سپردِ خاک ہو
دمی کو چاہیے نیکی کا دم بھرتا رہے — نیک ہو انجام جنکا کام وہ کرتا رہے
اب میں بھی اس کے دل کا پیرہن میلا نہو — چال کوئی بھی نہو گندی چلن میلا نہ ہو
نہ یہ گرد آلودہ کسی عنواں نہ ہو — گوہرِ تاباں کبھی یہ خاک میں غلطاں نہ ہو

جو ہیں دانا آدمی، اُن کی یہی تعلیم ہے
لفظ لفظ اُن کی زباں کا قابلِ تعظیم ہے

(۱۸۴)

بردباری کا نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن کبھی — ہو نہ بیتابی سکون دامن کی رہزن ک
اس سے بڑھ کر پاک کوئی اور عادت ہی نہیں — جو ریاضت اس سے خالی ہو ریاضت ہی
جو کسی کی جان لیتا ہے بصد مکر و فریب — آ نہیں سکتا کبھی اس کی طبیعت میں
وہ کبھی اہلِ جہاں کے کام آسکتا نہیں — وہ کبھی بزمِ جہاں میں نام پا سکتا
جو کسی کو بھی کوئی آزار پہنچاتا نہیں
ایسے مردِ نیک خو کے کون گن گاتا نہیں

(۱۸۵)

خواب میں بھی جو کسی پر حرف زن ہوتا نہیں — عیب جُو کی گفتگو جس کا سخن ہوتا نہ
دل میں بیرحمی کے جذبے کو جگہ دیتا نہیں — جو کسی کی جان بھی بے فائدہ لیتا نہ
جو فقیری کے اصولوں پر عمل پیرا رہے — ساکنِ دنیا بھی ہو کر تارکِ دنیا ر
جو غذا کھاتا ہو مقدارِ مناسب میں مدام — جاگنے سونے میں جو لیتا ہو تنہائی سے ک
دل کی یکسوئی میں جسکا شغل یوگ ابھیاس ہو
ہے یہی تعلیم داناؤں کی، اس کا پاس ہو

(۱۸۶)

آسماں سے خواہ برسیں نعمتوں پر نعمتیں — غیب سے ہوں خواہ نازل برکتوں پر برکت
پھر بھی انساں کی ہوس کا پیٹ بھر سکتا نہیں — کچھ بھی ہو جائے ہم بس منھ سے کر سکتا نہ
عارضی لذاتِ نفسانی ہیں بالکل عارضی — رنج میں تبدیل ہو جاتی ہے آخر ہر خوشی
دیدہ ور رکھتا نہیں لذاتِ نفسانی سے کام — مردِ آخر بیں کبھی بنتا نہیں اُن کا غلام
حرفِ بے معنی ہے جسکو داستانِ آرزو
دور کر دیتا ہے دل سے ہر نشانِ آرزو

(۱۸۸، ۱۸۹)

پیڑ چھتنارے، گلستاں، کوہ و صحرا، آب گاہ
خوف سے لیتا ہی اکثر آدمی اُن کی پناہ

یہ عمل لیکن ثنا و حمد کے لائق نہیں
یہ وہ شیوہ ہی کسی عنواں بھی جو فائق نہیں

اس سے دل کی کاہشوں کا دور ہونا ہی محال
آدمی کا خرم و مسرور ہونا ہی محال

اس طرح کی عافیت کوشی سے کچھ حاصل نہیں
مطمئن جس سے مسافر ہو یہ وہ منزل نہیں

اس سے حاصل کامل اطمینان ہو سکتا نہیں
دائمی تسکین کا ساماں ہو سکتا نہیں

(۱۹۰ تا ۱۹۲)

دھرم کا پیرو ہے جو، چلتا ہی جو نیکی کی راہ
بُدھ کے طرزِ عمل پر جس کی رہتی ہے نگاہ

رہ کے داناؤں کے مجمع میں جو کرتا ہی بسر
چار باتوں کو جو رکھتا ہی سدا پیشِ نظر

جانتا ہی "دکھ کسے کہتے ہیں"، یہ کیا چیز ہی
جو ہی دانا، جس کو حاصل دیدۂ تمیز ہی

ہی کہاں سے دکھ کی پیدائش جسے یہ علم ہی
دل میں ہی کیوں غم کی آلائش جسے یہ علم ہی

ختم دکھ ہوتا ہی کیونکر جس پہ ظاہر ہی یہ راز
جانتا ہی سوز سے ہی اس قدر کیوں دل کو ساز

ہی خبر جسکو کہ ہی کون اس مرض کا چارہ گر
جو ہی آگاہ طبیب رنج دوراں بیشتر

اس کا مسلک خوب ہی مرغوب ہی اسکا شعار
راہ جو ہی صاف کرتا ہی اسی کو اختیار

عافیت کوشی کی اس صورت سے ممکن ہی نجات
عافیت کوشی کا یہ انداز ہو مقصودِ ذات

(۱۹۳)

نیک انسانوں کی پیدائش بہت دشوار ہی
آرزو ہر شخص کی اس کے لئے بیکار ہی

نیک انسانوں کی پیدائش کو قسمت چاہیے
خیر و برکت[1] چاہیے، یمن و سعادت چاہیے

ہر کس و ناکس کے گھر میں وہ جنم لیتا نہیں
ہر کس و ناکس کو یہ عز و شرف دیتا نہیں

---

[1] بعض اساتذہ نے برکت کو سکونِ "ر" کے ساتھ نظم کیا ہی۔

گود ہی آباد جس کی خوش سیر اولاد سے — گونجتا ہی اس کا گھر شورِ مبارک

راحت و آرام کی اُس کو کمی رہتی نہیں
دور پھر اس سے خوشی و خرّمی رہتی نہیں

(۱۹۶۴)

آگہی کیشوں کی پیدائش ہے وجہِ انبساط — ہی ظہور اس کا دلیلِ شادمانی
امن کا مشرب بھی ہی یہ آشتی کا کیش بھی — ہی مسرّت کا سبب سدّھرم کا اُپد
انجمن میں ہو ہم آہنگی تو پھر کہنا ہی کیا — ہو دلوں سے دور اگر تنگی تو پھر کہنا
اتفاق اس میں ہی زیبا انتشار اچھا نہیں — شیشۂ شفاف میں دخلِ غبار اچھا

مل کے تپ کرنے سے رہ سکتا نہیں باقی عذاب
اجتماعی جو ریاضت ہی وہی ہی کامیاب

(۱۹۶۵، ۱۹۶۶)

خم ہو سر یہ قابلِ تکریم بودھوں کے حضور — کر چکے ہیں جو یم دنیائے رنگ و بو
خوف ہی معدوم جن میں غم سے جو آزاد ہیں — چڑھ چکے بامِ اوج پر ناواقفِ آفت
ان کی پوجا ان کے چیلوں کی عبادت چاہیئے — قلبِ صافی چاہیئے حسنِ ارادت چا
رستگاری مل چکی ہی جنکو، جو ہیں بے خطر — بیش قیمت ہی بہت اُن کی عبادت

اُس کی عظمت کا کوئی اندازہ کر سکتا نہیں
یہ وہ ساغر ہی کسی عنواں جو بھر سکتا نہیں

پندرھویں گفتگو

(۱۹۶)

دشمنی سے دور تر۔ بے خوف جاں
ہم ہیں ساکن دشمنوں کے درمیاں

بے نیاز اندیشۂ انجام سے
کٹ رہی ہے زندگی آرام سے

نام کو بھی چپقلش دل میں نہیں
کچھ کدورت کچھ خلش دل میں نہیں

تلخ میوہ ہم کبھی چکھتے نہیں
دشمنوں سے دشمنی رکھتے نہیں

اس قدر ہیں پاک ناپاکی سے ہم
ہر طرف پھرتے ہیں بے باکی سے ہم

(۱۹۶)

دور ہر آزار سے ہم لوگ ہیں
روگیوں میں رہ کے بھی بے روگ ہیں

مہر ہیں یہ سودا نہیں، ہیں بے غرض
کیا ستائے پھر ہمیں کوئی مرض

جب ستم اپنا ہی خود پیشہ نہیں
فکر کوئی، کوئی اندیشہ نہیں

دامنِ دل میں نہیں کوئی بھی داغ
ہم کو ہر کاہش سے ہے حاصل فراغ

شاد ہیں مسرور ہیں، خورسند ہیں
روگیوں میں رہ کے صحت مند ہیں

(۱۹۹)

جو ہیں دینا کی ہوس میں مُبتلا
راحتِ دل ہی جنھیں یہ سلسلہ
اُن میں رہنے پر بھی ہم رہتے ہیں مست
گم ہی پہلو سے دلِ دنیا پرست
جان اس پر ہم کبھی دیتے نہیں
دل پہ کچھ اس کا اثر لیتے نہیں
دور ہیں کوسوں حدِ آلام سے
عمر کٹتی ہے بڑے آرام سے
اک زمانہ گو ہی دینا کا غلام
ہم ہیں آزادی سے لیکن شاد کام

(۲۰۰)

مال و دولت پاس ہم رکھتے نہیں
جاہ و سطوت پاس ہم رکھتے نہیں
اس لئے کوئی ہمیں کھٹکا نہیں
جان لیوا ایک بھی ایذا نہیں
جی رہے ہیں چین سے آرام سے
دور ہیں ہر قسم کے آلام سے
پریم کے بھوکے ہیں جیسے دیوتا
بھوگ یہ لیتے ہیں جیسے دیوتا
ہم بھی ہوتے ہیں اسی سے سیر کام
یہ ہمارا ناشتہ ہے یہ طعام

(۲۰۱)

دشمنی ہوتی ہے پیدا جیت سے
اور کبھی بڑھتا ہے جھگڑا جیت سے
ہارنے والے کو ہوتا ہی ملال
شیشۂ دل میں پڑا رہتا ہی بال
دل سے بدلے کی ہوس جاتی نہیں
نیند راتوں کو اُسے آتی نہیں
ہی نظر میں جسکی یکساں جیت ہار
اُسکے دل میں ہی سکونِ پائیدار
امن میں اُس کے خلل آتا نہیں
وہ کسی حالت میں گھبراتا نہیں

(۲۰۲)

آتشِ جاں سوز ہی، رغبت نہیں
گندگی کا ڈھیر ہے۔ نفرت نہیں

دور ان دونوں سے رہنا چاہیئے
بے خودی کی رو میں بہنا چاہیئے

ہیں جو بدنام جہاں اسکندھا پانچ
آنچ ہی اُن کی نہایت تیز آنچ

اُن کی قربت باعثِ آزار ہی
مبتلا جو ان میں ہی فی النار ہی

غم سے ایمن ہی تو بس ہی شانتی
سُکھ کا مخزن ہی تو بس ہی شانتی

(۲۰۳)

بھوک سے بڑھ کر کوئی ایذا نہیں
اس بلا سے سہل چھٹکارا نہیں

سلسلہ اعمال کا شامت ہی ایک
قید ہی اک ناروا، بدعت ہی ایک

جانتے ہیں جو خردور یہ اصول
رہ نہیں سکتے کبھی غم گیں، ملول

اُن کو یہ رازِ نہاں معلوم ہے
نکتۂ روحانیاں معلوم ہے

جان آجاتی ہے اس سے جان میں
ہے مکمل عافیت نروان میں

(۲۰۴)

کوئی بیماری نہ ہو انسان کو
جسم کو ایذا، نہ ہو کچھ جان کو

فائدہ پورا جو ہے تو اس میں ہی
نفع کا سودا جو ہے تو اس میں ہی

کیا بتاؤں میں قناعت کے مزے
کیا مقابل اس کے دولت کے مزے

ہے بڑی چیز اعتقاد انسان کا
دست و بازو کون ہے اس کے سوا

اور ہے نروان میں کامل خوشی
اس سے بڑھ کر ہے کہاں حاصل خوشی

(۲۰۵)

ہیں مزے تنہا نشینی کے عجیب — ہیں مزے عزلت گزینی کے عجیب
ہی بڑی پر لطف شی تسکینِ ذات — اس کے آگے ہیچ ہی آبِ حیات
برکتیں دونوں جسے حاصل ہیں یہ — نعمتیں نایاب ہیں کامل ہیں یہ
وہ کسی سے خوف کھا سکتا نہیں — وہ کسی سے زک اٹھا سکتا نہیں

دھرم کی الفت سے دل جسکا ہے سیر
بے گناہی سے وہ ہوتا ہے دلیر

(۲۰۶)

نیک انسانوں سے ملنا ہی ثواب — آدمی ہوتا ہے اس سے کامیاب
فائدہ اُن سے اٹھانا چاہیئے — فیض ایسا فیض پانا چاہیئے
شادمانی کا سبب ہی اُن کا قرب — کامرانی کا سبب ہے اُن کا قرب
احمقوں سے تو نہ ملنا ہی بھلا — واقعی انسان تنہا ہی بھلا

راحتِ کامل کا خوں ہوتا نہیں
منتشر دل کا سکوں ہوتا نہیں

(۲۰۷)

جاہلوں میں بیٹھتا، اٹھتا ہے جو — احمقوں کے ساتھ کا جو یا ہے جو
اک نہ اِک دن جب اُسے ہوش آئیگا — زندگی بھر روئے گا، پچھتائے گا
صحبتِ بدکار ہے، دشمن کا ساتھ — کچھ بھی آسکتا نہیں انساں کے ہاتھ
ہر طرح کی اس سے ایذا پائے گا — اور آخر میں فنا ہو جائے گا

ساتھ داناؤں کا اچھا ساتھ ہے
ساتھ یہ اپنوں کا گویا ساتھ ہے

(۲۰۸)

آدمی سیرت میں جو درویش ہو
صبر پیشہ ہو، تحمل کیش ہو

جس کا دل ہو صاف، سینہ پاک ہو
ہر سلیقہ، ہر قرینہ پاک ہو

مستعد رہ کر جو ہو مصروف کار
عزم ہو جس کا ہمیشہ پائدار

قلزم عرفاں پہ ہو جس کا عبور
عقل برتر جس کی ہو اعلیٰ شعور

مائل اس کی سمت ہو دل بالعموم
چاند ہو جس طرح ہمراہِ نجوم

سولھویں گفتگو

محبت کے ذکر میں

(۲۰۹)

وہ نہ کر جو نامناسب کام ہے
واجب ایسی راہ سے ابرام ہے

کار واجب سے بھی وابستہ نہ رہ
فکر سے اندیشہ سے خستہ نہ رہ

چھوڑ دیتا ہے حقیقت کی جو راہ
الفتِ باطل سے ہوتا ہی تباہ

ہو کے عاجز خاطر ناکام سے
ہاتھ اٹھا لیتا ہی جو انجام سے

پھر بدل دیتا ہی خود وہ اپنی راہ
آتما کے یوگ کی رکھتا ہی چاہ

(۲۱۰)

جو ہوں اپنے ساتھ ان کا چھوڑ دو
ہیں جو رشتے نام کے سب توڑ دو

جو ہوں بیگانے رہو ان سے بھی دور
دل نہ ہو لیکن کسی سے بھی نفور

ہے عزیزوں کی جدائی ناگوار
اس سے دل انساں کا رہتا ہی فگار

اور بیگانے کی جب ہوتی ہی دید
دل پہ اس سے چوٹ لگتی ہی شدید

شمع سے الفت نہ پروانے سے ہو
لوث اپنے سے نہ بیگانے سے ہو

(۲۱۱)

کیوں کسی کو آدمی اپنا بنائے — آگ دل میں کیوں محبت کی لگائے
کیوں کسی کے عشق میں بیتاب ہو — کیوں اسیرِ حلقۂ گرداب ہو
عشق میں ہی زندگی تک کا زیان — فرقتِ محبوب لے لیتی ہے جان
جب نہیں رہتا دلارا کا قیام — عاشقی کی صبح بن جاتی ہے شام
دوستی نابود ، القط بیسر ہو
کوئی اپنا ہو نہ کوئی غیر ہو

(۲۱۲)

ہے محبت کا نتیجہ رنج و غم — ہے محبت آئینہ دارِ الم
فرقتِ محبوب ہے وجہ عذاب — عشق کیا ہے وہ جو ہو خانہ خراب
ہر نفس محبوب کا رہتا ہے ڈر — ہے محبت باعثِ خوف و خطر
جس کو آزارِ محبت ہی نہیں — جو گرفتارِ محبت ہی نہیں
اُسکو غم کوئی نہ کوئی فکر ہے
خوف کا دہشت کا پھر کیا ذکر ہے

(۲۱۳)

رنج و غم ہیں بستۂ آزارِ عشق — دردِ بے پایاں ہی ہے پیداوارِ عشق
ہے اسی سے خوف کا دل میں گزر — ہے ازل سے عاشقی دہشت اثر
جو کسی کے عشق میں مرتا نہیں — صورتِ انجام سے ڈرتا نہیں
خستگی اس میں کبھی آتی نہیں — فکر اُسکے دل کو بھاتی نہیں
دور جس سے عشق کی اُفتاد ہے
قیدِ رنج و بیم سے آزاد ہے

(۲۱۴)

دل لگانے کا نتیجہ ہے خراب — مفت کا اک مول لینا ہی عذاب
دل لگانے میں ہیں لاکھوں وسوسے — مخمصے سے مخمصے ہیں مخمصے
خوف و دہشت کو یہ دیتا ہی وجود — رنج و غم کی اس سے ہوتی ہی نمود
جو کسی سے دل لگاتا ہی نہیں — اس کو غم کوئی ستاتا ہی نہیں
جو کسی کے ساتھ دل بستہ نہیں
دہشتِ انجام سے خستہ نہیں

(۲۱۵)

اک بلا ہی نفس کی لذّت نہیں — پھیر میں اس کے کہیں راحت نہیں
یہ سبب ہی حسرت و آلام کا — یہ سبب ہی دہشتِ انجام کا
نفس کی لذّت سے جو بیگانہ ہی — مردِ حق آگاہ ہی فرزانہ ہی
نفسِ دوں سے جو بھٹک سکتا نہیں — پاس اس کے غم پھٹک سکتا نہیں
خوف ہوگا پھر اسے کس بات کا
وہ رہے گا مالک اپنی ذات کا

(۲۱۶)

حرص سے ہی گرم بازارِ الم — حرص سے رہتا ہی دل پابندِ غم
حرص سے رہتا ہی اکثر خوفِ جاں — حرص ہی بیگانۂ امن و اماں
اس بلائے بد سے جو رہتا ہی دور — اسکے نشّہ سے نہیں رہتا جو چور
اس کا دامن گردِ غم سے پاک ہی — کوئی غم اس کو نہیں بے باک ہے
اس کے دل میں رنج آ سکتا نہیں
وہ کسی سے خوف کھا سکتا نہیں

(۲۱۷)

حلم ہی جس میں مروت جس میں ہی   عاجزی ہی آدمیت جس میں ہے
جس کو حاصل ہی فضیلت علم سے   جو ہی آگاہِ حقیقت علم سے
مستقل ہی دھرم میں جسکا قیام   راست بازی جسکا شیوہ ہی مدام
فرض کی تکمیل میں مشغول ہی   ہر کہیں محبوب ہی مقبول ہی
اک زمانہ اس پہ ہوتا ہی نثار
سب اُسے کرتے ہیں جان و دل سے پیار

(۲۱۸)

جس کے دل میں ہی تمنائے نجات   روزِ اوّل سے ہی جویائے نجات
جس کو ہی نروان کی سچّی طلب   ذات اس کی ہی نہایت منتخب
ہو چکا ہی جس کو احساسِ نجات   جو نہیں پابستۂ مرگ و حیات
نفس کی لذّات سے ہی بے نیاز   نفس کے ہاتھوں نہیں جو دل گداز
اس کا درجہ اس کی منزل ہی بلند
کون ہی اس سے زیادہ ارجمند

(۲۱۹، ۲۲۰)

مدتوں کے بعد جب بعد از سفر   آدمی پردیس سے آتا ہی گھر
شادماں، مسرور ہو جاتے ہیں لوگ   اُس کے استقبال کو آتے ہیں لوگ
اقربا، احباب، ہمدم آشنا   اس کی خدمت دل سے لاتے ہیں بجا
بالکل ایسے ہی کوئی عالی صفت   جب کبھی کرتا ہے قصدِ آخرت
بڑھ کے لیتے ہیں قدم خیر و ثواب
کون ہی اس سے زیادہ کامیاب

سترھویں گفتگو

غصّے کے ذکر میں

(۲۲۱)

کس قدر غصے کی عادت ہی خراب
ہی جہنم آفریں اس کا عذاب

آگ ہی اک آگ اسکی آگ ہی
اژدر افعی ہی، کالا ناگ ہی

توڑ دے اس سانپ کا سر توڑ دے
چھوڑ دے پندار و نخوت چھوڑ دے

رہ نہ جائے قید کوئی، کوئی دام
نفس حیواں کا یہ کیا بننا غلام

جو کسی بھی پھیر میں آتا نہیں
اس پہ غلبہ کوئی دکھ پاتا نہیں

(۲۲۲)

تھام لیتا ہی جو غصّے کی لگام
آدمی وہ آدمی ہے لاکلام

جیسے گھوڑے ہوں کہیں بگڑے ہوئے
اور گاڑی بان اُن کو روک لے

کھیل جائے جان پر بھی بے خطر
روک کر لے آئے اُن کو راہ پر

ویسے ہی انسان بھی ہو کامگار
ہو سکے غصہ نہ خود اس پر سوار

احسن اس کا طرز ہے زیبا ہی طور
ریسماں گیری فقط کرتے ہیں اور

(۲۲۳)

دوسرا کوئی اگر غصّہ کرے
ہوش کھو بیٹھے، غضب برپا کرے
اپنا غصّہ آدمی خود تھام لے
عقل سے فرزانگی سے کام لے
اس کو ٹھنڈے دل سے قابو میں کرے
جل نہ جائے خود بھی اسکی آگ سے
ہو بُرا کوئی، بھلائی تم کرو
کیوں بُرے بن کر بُرائی تم کرو
بخل پر حاوی رہے بخشش کا ہاتھ
راستی سے جنگ ہو باطل کے ساتھ

(۲۲۴)

راست گوئی راست کرداری رہے
اس عمل کا سلسلہ جاری رہے
دل نہ غصے سے کبھی فی النّار ہو
جان کا دشمن نہ یہ آزار ہو
تنگ کتنا ہی کسی کا ہات ہو
کچھ نہ کچھ اس سے مگر خیرات ہو
ہوں گی جب انسان میں یہ خوبیاں
وہ رہے گا دو جہاں پر حکمراں
مرتبہ اس کا سوا ہو جائے گا
بڑھ کے اک دن دیوتا ہو جائے گا

(۲۲۵)

جو بلند انسان بے آزار ہیں
جو اہنسا کے علم بردار ہیں
قاعدے سے جسم کو رکھتے ہیں جو
تندرستی کا مزا چکھتے ہیں جو
حفظ تن کا جن کو رہتا ہی خیال
ہر نفس رکھتے ہیں اس کی دیکھ بھال
اُن کو وہ ملتی ہے معراج کمال
جس میں رہ سکتا نہیں بیم زوال
رنج وغم ہوتے ہیں اس میں بے نشاں
اور ملتی ہی نشاط جاوداں

(۲۲۶)

دور جو غفلت سے ہیں بیدار ہیں　　باخبر ہیں ہر طرح ہشیار ہیں
خواہ ہو مضمون کیسا ہی ادق　　کچھ نہ کچھ لیتے ہی رہتے ہیں سبق
مائلِ تحقیق رہتی ہے نگاہ　　جن کو ہے یہ زندگی اک درسگاہ
بے نیازِ قید و بندِ کائنات　　منزلِ مقصود ہے جن کی نجات
پھر نہیں اُن کو ستاتیں خواہشیں
دور ہو جاتی ہیں ساری کاہشیں

(۲۲۷)

یاد رکھ اے بے نظر انسان یہ　　ہو سبق پیشِ نظر ہر آن یہ
جو میں کہتا ہوں پرانی بات ہے　　اہلِ دانش کی یہ تحقیقات ہے
آج ہی کا یہ کوئی قصہ نہیں　　لائقِ تردید یہ دعویٰ نہیں
ہو کوئی بسیار گو یا کم سخن　　خامشی ہو اُس کی یا مہرِ دہن
سب کی ہوتی ہے بُرائی برملا
آدمی کوئی نہیں اس سے بچا

(۲۲۸)

ہر طرح جو قابلِ تعریف ہو　　ہر طرح جو لائقِ توصیف ہو
کوئی بھی جس کو برا کہتا نہ ہو　　عیب جو جس کا کوئی پیدا نہ ہو
یا جو بالکل خوار ہو، بدنام ہو　　ہر طرح سے قابلِ الزام ہو
آج ہے ایسا نہ کوئی آدمی　　تھا وجود اس کا نہ پہلے بھی کبھی
اور آئندہ بھی ہو سکتا نہیں
لائقِ تردید یہ دعویٰ نہیں

(۲۳۰،۲۲۹)

ہاں مگر محبوب جس کی ذات ہو
ہر طرح مقبول جس کی بات ہو

اس کا داناؤں میں ہوتا ہی وقار
اس کا فرزانوں میں ہوتا ہی شمار

عیب اس میں کوئی ہوتا ہی نہیں
جاگ کر ہر وقت سوتا ہی نہیں

کیا ٹھکانا اُس کے عقل و ہوش کا
کوئی کہہ سکتا نہیں اُس کو بُرا

دیوتا ہوتے ہیں اُس کے قدرداں
ہیں صفت میں اس کی برہما تر زباں

(۲۳۱)

جسم سے حرکت کوئی بیجا نہ ہو
جسم پر قابو کبھی ڈھیلا نہ ہو

تربیت اس کی مناسب ہی مدام
ورنہ ممکن ہی نہیں اس کا قیام

اس سے نیچے کام لینا چھوڑ دو
چھوڑ دو یہ ڈھیل دینا چھوڑ دو

فرض اعلیٰ جو ہیں سر انجام ہوں
اس سے جتنے بھی ہوں اچھے کام ہوں

ترک کے قابل ہیں بیجا حرکتیں
تا کہ حاصل ہوں دوامی برکتیں

(۲۳۲)

ہو زباں پر بھی تجھے قابو کمال
پست ہو ہرگز نہ بنیاد مقال

ہو طریقے سے ہمیشہ گفتگو
ہو سلیقے سے ہمیشہ گفتگو

گفتگو ہی کیا جو شائستہ نہ ہو
دل نشیں پھولوں کا گلدستہ نہ ہو

ہر سخن بے عیب بے آزار ہو
ہر سخن محبوب ہو باکار ہو

ہو خزانہ حسن کا جو بول ہو
ہر سخن نایاب ہو انمول ہو

(۲۳۳)

دل وہی ہے دل جو بے قابو نہ ہو
دل ہی کیا وہ جو کبھی یکسو نہ ہو
ہو کے آزارِ خودی میں مبتلا
ہو نہ یہ آوارگی میں مبتلا
تربیت سی تربیت جاری رہے
بات اس کی عقل پر بھاری رہے
جو خرابی بھی ہو اس میں دور ہو
جو سیاہی اس میں ہو کافور ہو
نیک اعمالی کا یہ قائل رہے
راست کرداری پہ یہ مائل رہے

(۲۳۴)

ہے زبان و دل پہ جن کو اختیار
ہے زبان و دل پہ جن کا اقتدار
جسم پر جن کا تصرف ہی کمال
جن کو ہی اس کی حفاظت کا خیال
لائق تعریف اُن کی ذات ہی
قابل قدر اُن کی اک اک بات ہی
آدمی کمیاب ہیں نادر ہیں وہ
عالم اسباب پر قادر ہیں وہ
اُن کی محنت اپنا خود انعام ہے
واقعی خود ضبط اُن کا نام ہے

اٹھارویں گفتگو

کثافت کے باب میں

(۲۳۵)

گرد سی دامانِ دل پر گرد ہے　　تو ہی یا اک برگ خشک و زرد ہے
دیکھ تو غافل تری حالت ہی کیا　　شکل آخر کیا تھی یہ صورت ہو گیا
موت کے قاصد کھڑے ہیں تیرے پاس　　تیرا چہرہ تیرا مہرہ ہے اُداس
ہو رہی ہیں کوچ کی تیاریاں　　رنگ لائی ہیں تیری بیماریاں

حال ہے پہلے ہی سے اپنا تباہ
پاس اُوپر سے نہیں کچھ زادِ راہ

(۲۳۶)

چاہتا ہی تو اگر اپنا بھلا　　ہاں چراغ اپنا جلا اپنا جلا
عاقبت اپنی بنا تدبیر سے　　لے رہا ہی کام کیوں تاخیر سے
جلد ہو غافل حقیقت آشنا　　جلد بن کامل حقیقت آشنا
پاک ہو جا اب تو اک اک عیب سے　　برکتیں نازل ہوں تجھ پر غیب سے

جب تری تقدیر پلٹا کھائے گی
روح میں شائستگی آجائے گی

(۲۳۷)

بھر گیا پیمانہ تیری عمر کا — ختم ہے افسانہ تیری عمر کا
اب نہیں کچھ دور ہنگام اجل — آگیا وہ دیکھ پیغام اجل
پھیلنے والا ہے پنجہ موت کا — آگیا سر پر فرشتہ موت کا
موت کے ہمراہ جب تو جائیگا — ٹھہر کر آخر کہاں سستائیگا

جیب میں تیری نہیں کچھ زاد راہ
بیچ میں کوئی نہیں آرام گاہ

(۲۳۸)

بن خود اپنا ہی چراغ راہ بن — رہنما تیرا ہو خود تیرا چلن
شغل تیرا علم کی تحصیل ہو — اب ذرا سی بھی نہ اس میں ڈھیل ہو
ہر عمل تیرا تجھے دانا بنائے — شمع نور حق کا پروانا بنائے
باخبر بن، ہے اسی میں بہتری — ہر بدی ہر عیب سے ہو جا بری

پھر اٹھائے گا نہ پیری کا عذاب
دام ہستی کی اسیری کا عذاب

(۲۳۹)

جیسے چاندی صاف کرتا ہے سنار — پھر بنا دیتا ہے اُس کو آب دار
بالکل ایسے ہی جو عامل لوگ ہیں — صاحب دانش ہیں عاقل لوگ ہیں
ہر نفس ہیں مائلِ اصلاح ذات — مشغلہ ان کا ہے تہذیب حیات
رفتہ رفتہ منھ بدی سے موڑ کر — زشت کرداری کی عادت چھوڑ کر

عیب کوئی اپنے پاس آنے نہ دو
دل کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دو

(۲۴۰)

ہو کے خود لوہے سے پیدا مورچہ
وار کر جاتا ہی اپنا مورچہ

گرچہ خود اس کی ہی لوہے سے نمود
ختم کر دیتا ہی لوہے کا وجود

خود ہی کھا جاتا ہی لوہے کو یہ زنگ
ہی تعجب خیز یہ دنیا کا ڈھنگ

ہو بہو ہی بس یہی انساں کا حال
ہی یہ خود اپنی بدولت پائمال

دل خود اُس کا باعثِ افتاد ہی
اپنے ہی فعلوں سے یہ برباد ہی

(۲۴۱)

وید منتروں کا نہ جپنا ہی بُرا
اس سے لگ جاتا ہی ان میں مورچا

ہو اگر ہیم نہ اس کی دیکھ بھال
گھر کی حالت ٹھیک رہتی ہی محال

جب ذرا سا فرق اس میں آئیگا
گھر خود اپنا مورچہ بن جائے گا

کاہلی ہی دشمن حسُن وجمال
اس سے ہر خوبی کو ہوتا ہی زوال

کام کر سکتا نہیں ہشیار کا
مورچہ غفلت ہی پہرے دار کا

(۲۴۲)

بدچلن عورت ہی خود ہی اپنی موت
دشمن عصمت ہی خود ہی اپنی موت

جب بگڑ جاتا ہی اُسکا رنگ ڈھنگ
عصمتِ نسواں میں لگ جاتا ہی زنگ

جو مخیرّ ہو کے بنتا ہی بخیل
اہل حاجت کا نہیں ہوتا کفیل

لطف کیا حاصل اسے جینے کا ہی
مورچہ خود اپنے آئینے کا ہی

دل پہ جم جاتی ہی جب گردِ گناہ
دین و دنیا دونوں ہوتے ہیں تباہ

(۲۴۳)

ہیں نہ جانے یوں تو کتنے ہی عذاب
زندگی انساں کی ہی جس سے خراب
جہل ہی لیکن عذاب بدتریں
اس سے بڑھ کر عیب کوئی بھی نہیں
جس سے کوسوں دور رہتا ہی شعور
چشم باطن جس کی ہو محروم نور
تیرہ کوشی ہی کثافت اس میں ہی
کس قیامت کی جہالت اس میں ہی
بھکشوؤ راہ ضلالت چھوڑ دو
چھوڑ دو پیارو جہالت چھوڑ دو

(۲۴۴)

پاپ کرنے میں نہ جس کو آئے شرم
جسکی آنکھوں سے ہوا ہو جائے شرم
جو ہو کوے کی طرح دیدہ دلیر
مکر سے جس کی طبیعت ہو نہ سیر
دوسروں کے درپئے آزار ہو
پست ہو زشت و زبوں ہو، خوار ہو
اونٹ کے مانند جو ہو بے مہار
ہر طرح سے جسکا اسفل ہو شعار
ذات ہی شیطان کی سی اس کی ذات
سہل سی ہوتی ہے کچھ ایسی حیات

(۲۴۵)

ذکر عصیاں ہی سے جسکو آئے عار
ہو نہ جو اعمال بد سے شرمسار
جس کو رہتا ہو صفائی کا خیال
آبرو کا پارسائی کا خیال
کام سستی سے بشر لیتا نہ ہو
دل میں غفلت کو جگہ دیتا نہ ہو
جس میں روزی مل رہی ہو بے ریا
کچھ نہ ہو مکر و دغا سے واسطا
فکر پاکیزہ رہے روشن خیال
زندگی ایسی ہے اک امر محال

(۲۴۶)

جس کے مسلک میں تشدد ہو دخیل — اور چوری جس کا ہو پیشہ رذیل
ہر سخن میں جس کے شامل ہو دروغ — نشہ بازی سے جو پاتا ہو فروغ
مشغلہ جس کا ہو عصیاں پروری — غیر عورت سے کرے ہم بستری
زندگی جس کی ہو سرتاپا گناہ — ہو کے رہتا ہو بشر ایسا تباہ

ہر عمل اس کا ہے گویا خودکشی
کھودتا ہی اپنی جڑ وہ آپ ہی

(۲۴۷)

اس لئے اے آدمی یہ دھیان رکھ — اس حقیقت پر نظر ہر آن رکھ
قاعدے سے جو نہیں کرتے بسر — جن کا قابو ہی نہیں کچھ نفس پر
جو ضوابط کا نہیں رکھتے خیال — بے تکی سی بے تکی ہے چال ڈھال
وہ گنہگاروں میں ہوتے ہیں شمار — خود ہی کھو دیتے ہیں سب اپنا وقار

اب زیادہ حرص کا بندہ نہ بن
صاف رکھ اپنا چلن، گندہ نہ بن

(۲۴۸)

جس قدر ہوتا ہی جس میں اعتقاد — حسب مرضی حسب دل حسب مراد
دینے والا دان کا دیتا ہے دان — مال کا یا جان کا دیتا ہے دان
خود بھی اس خیرات سے رہتا ہی شاد — دوسروں کی بھی بر آتی ہے مراد
مضطرب ہوتا ہی دل جس کا مگر — دوسروں کو کھاتے پیتے دیکھ کر

دن میں بھی اس کی خلش جاتی نہیں
رات میں بھی اس کو نیند آتی نہیں

(۲۴۹)

پاک ہو رشک و حسد سے جس کا دل — جو نہیں رہتا ذرا بھی منفعل
دوسروں کو دیکھ کر جلتا نہیں — رشک کے سائے میں جو پلتا نہیں
بغض جس کے دل کو بھرماتا نہیں — خواب میں بھی یہ خیال آتا نہیں
نام کو بھی یہ کمی جس میں نہیں — نفسِ دوں کی برہمی جس میں نہیں

بے نیاز اندیشۂ آلام سے
روز و شب رہتا ہے وہ آرام سے

(۲۵۰)

آگ سی اک آگ ہے رغبت نہیں — اس سے بڑھ کر کوئی بھی لعنت نہیں
نفرت اک سیارۂ بدنام ہے — اس سے بڑھ کر کون نافرجام ہے
جب کسی کو بھی دبا لیتا ہے یہ — اس کی ہستی تک مٹا دیتا ہے یہ
ہو نہ کوئی بھی جہالت کا غلام — اس سے بڑھ کر کون ہے ناپاک دام

اور خواہش بھی ہے کتنی نابکار
ہے یہ دریا ایک ناپیدا کنار

(۲۵۱)

دوسروں کی عیب بینی سہل ہے — دوسروں پر نکتہ چینی سہل ہے
ہے یہ لوگوں کا ظریفانہ ستم — اپنے عیبوں پر نظر پڑتی ہے کم
عیب جوئی سے بنا کر شرمسار — دوسروں کو آدمی کرتا ہے خوار
جس طرح کوئی جوئے باز آدمی — افترا پرداز دمباز آدمی

دیکھ کر پانسے کو خود اپنے خلاف
اس پہ کر دیتا ہے فوراً ہاتھ صاف

(۲۵۳)

آدمی ہوتا ہے خود جو بد قماش
دوسروں میں عیب کرتا ہے تلاش

خوردہ گیری جس کا ہو ادنیٰ شعار
جو نہیں عیب دگر کا پردہ دار

اور بھی اس کو ستاتی ہو ہوس
اپنا دیوانہ بناتی ہو ہوس

نیند اس کو چین سے آتی نہیں
آرزو دل سے کبھی جاتی نہیں

اس میں بڑھتی ہے بلا یہ اور بھی
سر پہ چڑھتی ہے بلا یہ اور بھی

(۲۵۴) آنکھ اٹھاؤ جانب عرش بریں
اس میں کوئی بھی نشاں ملتا نہیں

حلقۂ صدق و صفا کو چھوڑ کر
عالم بے مدعا کو چھوڑ کر

اور کوئی بھی نہیں ایسا مقام
جس میں ہو تسکین دل کا انتظام

کامیابی کا نکل آتا ہے جوگ
کچھ نہ کچھ پہ پینچ رچ لیتے ہیں لوگ

ہو چکا ہو جن پہ وا باب یقیں
وہ کسی بھی پھیر میں پڑتے نہیں

(۲۵۵)

آسماں میں بھی نہیں ملتا یہ داغ
آسماں میں بھی نہیں اس کا سراغ

حلقۂ زہد و ریاضت کے سوا
منزل اہلِ طریقت کے سوا

ہے مقام اس قسم کا کوئی کہاں
جس میں ہو حاصل نشاط جاوداں

مخزنِ تسکین دل ناپید ہو
صورت تزئین دل ناپید ہو

سنگساروں کو بقا ہو ہی کہاں
نقش ہے کوئی بھی نقش جاوداں؟

جن کو دانائی کا حاصل ہے شرف
دل نہیں ان کا بھٹکتا ہر طرف

انیسویں گفتگو

مضبوط دھرم کے باب میں

(۲۵۶،۲۵۷)

فیصلہ کرنے میں جو تعجیل سے لیتا ہی کام … دھرم کی منزل میں اسکا چند روزہ ہی قیام
اس میں اس کا پاؤں مضبوطی سے جم سکتا نہیں … ڈگمگا جاتا ہی، گر پڑتا ہی، تھم سکتا نہیں
جو نہ ہے عالم نیک و بد کا جس کو رہتا ہی خیال … اور صبر و ضبط کی خوبی میں ہی حاصل کمال
جنبہ داری دور ہی جسکے دل شفاف سے … کام لیتا ہی ہمیشہ عدل سے انصاف سے
اس میں استقلال ہی مسلک ہی اسکا پایدار
دھرم کی دنیا میں کہلاتا ہی وہ عالی شعار

(۲۵۸)

و زیادہ بولتا ہے تیز ہے جس کی زباں … گفتگو کرتا ہی رہتا ہی برابر بے عناں
س میں دانائی نہیں، تم اس کو دانا کیوں کہو … عقل و دانش میں فراست میں یگانا کیوں کہو
لح جوئی جس کا پیشہ ہی وہی ہی عقلمند … سب سے جو مل جل کے رہتا ہی وہی ہی عقلمند
ست سب جسکے ہیں، جسکا ایک بھی دشمن نہیں … پاک ہی ہر عیب سے جس سے کوئی بدظن نہیں
بے خطر ہوتا ہی جو بے باک رہتا ہی مدام
ہو نہیں سکتا کسی کو اس کی عظمت میں کلام

(۲۵۹)

بولتا ہی جو بہت، کیا دھرم سے مطلب اُسے — اُسکی عزت خاک ہو کہتے ہیں بکّی سب اُسے
دھرم کے بارے میں گو تھوڑی ہی معلومات ہو — دھرم کے بارے میں چاہے کتنی ہی کم بات ہو
آدمی کو چاہئے اس پر کرے دل سے عمل — جو عمل بھی ہو کبھی اس میں نہ پڑنے دے خلل
دھرم کے بارے میں جو لیتا نہیں سستی سے کام — فرض کی تکمیل میں لیتا ہو جو چستی سے کام

آدمی زندہ ہی وہ قالب میں اس کے جان ہے
دھرم وان اس کو کہو وہ دھرموان انسان ہے

(۲۶۰)

بال پکنے کو دلیل استقامت کیوں کہو — عہد پیری کو فضیلت کی علامت کیوں کہو
بال پک جانے سے کوئی جاوداں ہوتا نہیں — مرتبہ بڑھتا نہیں پایہ گراں ہوتا نہیں
عمر کتنی ہی نہ کیوں بڑھ جائے کچھ حاصل نہیں — کوئی بھی مصرف نہیں اس کا کسی قابل نہیں
سال و سن کی یہ بزرگی تو بزرگی ہی نہیں — کیوں کہو اسکو ترقی یہ ترقی ہی نہیں

اس طرح بوڑھا کوئی ہو کر جیا تو کیا جیا
ہاتھ عقل و ہوش سے دھو کر جیا تو کیا جیا

(۲۶۱)

راست کرداری ہی جس میں، جو ہی شیدا دھرم کا — صدق دل سے جو پجاری ہی اہنسا دھرم کا
جسکی ہستی کا کوئی آئین ہے دستور ہے — جسکا دل پابندئ آداب سے مسرور ہے
نفس پر قابو ہی جسکے بس میں رہتے ہیں حواس — نفس کی تہذیب سے بنتا ہی جو رفعت اساس
جس کا دل ہر عیب سے ہر معصیت سے پاک ہی — دامن فکر و جہالت جسکے ہاتھوں چاک ہی

عزم راسخ سے بزرگی کا شرف پاتا ہے وہ
آدمی ثابت قدم دنیا میں کہلاتا ہے وہ

(٢٦٢، ٢٦٣)

آتش رشک وحسد سے دل اگر جلتا رہا — سایۂ کبر ورعونت میں اگر پلتا رہا
پست جو اخلاق میں ہو کر کمینہ ہی رہا — بے سلیقہ ہی رہا جو بے قرینہ ہی رہا
کچھ نہ کرتا ہو فقط باتیں ہی باتیں جسکی ہوں — افتخار احسن کے پردے سے گھاتیں جسکی ہوں
خواب میں بھی نیک ہو سکتا نہیں انسان وہ — اس سے دانائی ہی کوسوں دور ہی نادان وہ

ذہن جس کا تیز ہے، بے عیب ہے جو آدمی
لوگ کہتے ہیں اسے درویش، سادھو ہے وہی

(٢٦٤، ٢٦٥)

بے عمل ہے عہد کی تکمیل جو کرتا نہیں — بولتا ہے جھوٹ سچائی کا دم بھرتا نہیں
بال منڈوانے سے خالی ہو نہیں سکتا فقیر — اور بھی ہوتا ہی دنیا کی نگاہوں میں حقیر
حرص کا بندہ ہی جو بن کر پرستار ہوس — جس کی عقل وہوش کا دشمن ہی آزار ہوس
خواب میں بھی اسکی تسکیں کا کوئی امکاں نہیں — فقر پیشہ وہ نہیں ہرگز فنا ساماں نہیں

دور کر دیتا ہی دامن سے جو ہر داغِ سیاہ
لوگ کہتے ہیں اسی عالی منش کو نیک راہ

(٢٦٦)

چال جس کی ہے بری، جسکا چلن اچھا نہیں — جادۂ بے عیب میں جو گامزن ہوتا نہیں
جس کے قابو میں حواس وہوش رہ سکتے نہیں — بھول کر بھی ہم اسے درویش کہہ سکتے نہیں
بدروش اندر سے، باہر سے جو بنتا ہی گدا — ہاتھ میں اپنے لئے پھرتا ہی کاسہ بھیک کا
در بدر پھر کر جو پھیلاتا ہی یوں دست سوال — اور دل جسکا ہے گردِ معصیت سے پائمال

وہ کبھی بھکشو کبھی درویش ہو سکتا نہیں
وہ کبھی مرد حقیقت کیش ہو سکتا نہیں

(۲۶۷)

خیر و شر دونوں سے جس کو واسطہ کوئی نہیں — پنیہ کیا ہے پاپ کیا ہے کچھ پتہ جس کو نہیں
لفظ بے معنی ہے جس کے سامنے لفظ عذاب — خواب کی سی بات ہے جس کی نگاہوں میں ثواب
برہمچاری بنکے جو رکھتا ہے قابو میں حواس — جسکو رہتا ہے ہمیشہ عہد روحانی کا پاس
گھومتا پھرتا ہے دنیا بھر میں جو روشن ضمیر — راہ ترک و جبر کا جو ہے ازل سے راہ گیر

ہے وہی بھکشو اُسے درویش کہنا چاہیئے
واقعی اس کو ریاضت کیش کہنا چاہیئے

(۲۶۸)

عقل سے محروم جو دانشوری سے دور ہے — علم کی عرفاں کی جس میں روشنی کا فقد ہے
اس کی خاموشی جہالت کو چھپا سکتی نہیں — اُسکی چپ اس کو مُنی[1] ہرگز بنا سکتی نہیں
جو ہے عالم تولتا رہتا ہے وہ ایک ایک بات — آئینہ ہے اُسکے دل پر راز تہذیب حیات
جو ہو اچھی بات کر لیتا ہے اُس کو اختیار — اور دیتا ہے بُری باتوں کو پیغام فرار
ہے وہی مرد حقیقت بیں مُنی اُسکو کہو — آدمی ہے آدمی ہے آدمی اُس کو کہو

وہ مُنی ہے۔ رہنما ادنیٰ کا بھی اعلیٰ کا بھی
دھیان رہتا ہے جسے عقبیٰ کا بھی دنیا کا بھی

(۲۶۹)

جان جو لیتے ہیں جانداروں کی وہ انساں نہیں — جن میں خصلت ہے دلآزاروں کی وہ انساں نہیں
سنگ دل بنکر جو کرتا ہو شرارت سے گریز — جس کا خنجر گردن مخلوق پر ہوتا ہے تیز
آرج[2] کا اُسکو لقب دینا مناسب ہی نہیں — ایسی ہستی قابلِ تعظیم ہوتی بھی نہیں
خواب میں بھی جو اذیت کوش ہو سکتا نہیں — بادۂ پندار سے مدہوش ہو سکتا نہیں

---

۱ مُنی = پاکباز ۲ آرج = تہذیب یافتہ۔ شریف

اس کا جو ایمان ہے وہ واقعی ایمان ہے
اس میں آثارِ شرافت ہیں وہی انسان ہے

(۲۷۱،۲۷۰)

یاد رکھو بھیک شوؤ وہ بات جو کہتا ہوں میں
کچھ خبر ہی بے خبر دنیا سے کیوں رہتا ہوں میں
بندۂ اخلاص ہوں مرد مروت کوش ہوں
میرے لب کھلتے نہیں بیکار ہیں خاموش ہوں
عزم کا پابند ہوں میں واقف ہر راز ہوں
فقر ہی عنوان میرا ہیں فنا بر داز ہوں
بیخودی میں غرق ہوں تنہا نشینی سے ہی کام
آرزو سے پاک ہو دل مست رہتا ہی مدام
آئنہ یہ گرد آلودہ نہ ہو۔ شفاف ہو
چین سے ہرگز نہ بیٹھو دل نہ جب تک صاف ہو

بیسویں گفتگو

طریق عمل کے باب میں

(۲۷۳)

شاہراہ عمل ہیں آٹھ اصول — واقعی بے بدل ہیں آٹھ اصول
ٹھیک ہو گفتگو، نگاہ، خیال — ٹھیک ہو سعی کا عمل کا مآل
ٹھیک ورزش ہو ٹھیک روزی ہو — ٹھیک اسمرتی ہو، سمادھی ہو
چار سچائیاں ہی افضل ہیں — نقص سے پاک ہیں مکمل ہیں
سب پہ ہے بے تعلقی فائق
مرد بینا ہے قدر کے لائق

(۲۷۴)

جس سے دولت ہو گیان کی حاصل — جس سے ہو عقل و آگہی حاصل
راستہ ایک صرف ایسا ہے — دوسرے کا وجود عنقا ہے
بھکشوؤں کو مرا پیام ہے یہ — حاصل گفتگو کلام ہے یہ
اب اسی راستے سے کام رہے — یہی زیر قدم مدام رہے
ہے یہ مسلک وہ بادۂ سرجوش
جس سے اڑتے ہیں کامدیو کے ہوش

(۲۷۵)

اسی قالب میں تم ڈھلو گے اگر　　اسی رستے میں اب چلو گے اگر
رنج کا غم کا خاتمہ ہوگا　　دل سے ہیم فنا فنا ہوگا
آتش غم نہ دل جلائے گی　　آنچ اس کی نہ تم پہ آئے گی
غم دنیا تباہ کر دے گا　　تم کو خاک وسیاہ کر دے گا
اس لئے راہ یہ دکھاتا ہوں
راز نروان کا بتاتا ہوں

(۲۷۶)

فرض کی راہ سے گزرنا ہے　　تمھیں کرنا ہی خود، جو کرنا ہے
خود کرو گے نجات تم حاصل　　خود چلو گے تو پاؤ گے منزل
ہو چکے ہیں جو کامگار حیات　　ہو چکی ہی نصیب جن کو نجات
ہوش میں تم کو لانے والے ہیں　　وہ تو رستہ بتانے والے ہیں
دھیان سختی سے جو جمائیں گے
مار[1] بندھن سے چھوٹ جائیں گے

(۲۷۷)

ہی یہ جو کچھ بھی صورتِ اعمال　　ہی یہ جو کچھ بھی صورتِ افعال
ہیں یہ جتنے نقوش موجودات　　ہیں جو یہ بے شمار مخلوقات
کوئی شے اُن میں پائدار نہیں　　اُن کی تقدیر میں قرار نہیں

---

[1] مار = بودھوں کے عقیدے کے مطابق مار اس دیوتا کو کہتے ہیں جسکی منزل اندر سے اوپر اور برمھا سے نیچے ہی۔ ویدک لٹریچر میں اسے پرجاپت کہتے ہیں۔ رغبت۔ نفرت۔ جھوٹی محبت۔ ویغرہ۔ دل کی جو مذموم حرکتیں ہیں اور جو راستی کے طریق میں مخل ہیں انکو ایک خیالی مجسمہ کی شکل میں مار دیوتا کے نام سے موسوم کیا گیا ہے

جب یہ انساں کو ہوش آتا ہے — دل ہر اک بات سے ہٹاتا ہے

یہی ہر بے ریا کا مسلک ہے

یہی صدق و صفا کا مسلک ہے

(۲۷۸)

جس قدر بھی نقوش ہستی ہیں — وجہ کلفت ثبوت پستی ہیں

ان کا انجام دل شکن ہے بہت — باعث حسرت و محن ہے بہت

جب یہ ہوتی ہے آدمی کو خبر — ڈالتا ہے مآل پر جو نظر

بے تعلق جہاں سے ہوتا ہے — دست کش ایں و آں سے ہوتا ہے

اس میں امکان ہے بھلائی کا

راستہ ہے یہی صفائی کا

(۲۷۹)

جو بھی شی ہے وہ بے حقیقت ہے — شکل ہر اک فنا کی صورت ہے

اس کو حاصل ثبات پھر کیوں ہو — قابل التفات پھر کیوں ہو

نقش ہو جائیں گے یہ سب معدوم — کارگاہ وجود ہے موہوم

جب یہ ہوتا ہے آدمی کو پتا — کھینچ لیتا ہے سب سے دل اپنا

عقل و دانش کا مدعا ہے یہی

مرد صافی کا راستا ہے یہی

(۲۸۰)

کام کے وقت کام سے غافل — فرض کے انصرام سے غافل

خاص کر صاحب تواں ہو کر — عمر میں تازہ دم جواں ہو کر

کاہلی کا شکار ہوتے ہیں — بے عمل نابکار ہوتے ہیں

باندھتے ہیں ہزار منصوبے　　　اور لیتے ہیں کام سستی سے

ہوش سے کام لے نہیں سکتے
عقل کا نام لے نہیں سکتے

(۲۸۱)

لب پہ لائے نہ جو فضول کلام　　　اس میں لے خاص احتیاط سے کام
دل کو بجید سنبھال کر رکھے　　　نظم پر ضبط پر نظر رکھے
جسم سے جو کوئی گنہ نہ کرے　　　معصیت کی طرف نگہہ نہ کرے
دل، زباں جسم صاف جو رکھے　　　جو ہر اعتکاف جو رکھے

پیرو عقل مند بدھ کا ہے
اسکو مسلک پسند بدھ کا ہے

(۲۸۲)

شغل کرنے سے عقل بڑھتی ہی　　　اور اوپر یہ بیل چڑھتی ہی
شغل سے واسطہ اگر نہ ہوا　　　شغل کا سلسلہ اگر نہ ہوا
عقل ہو جائے گی تباہ ضرور　　　پست ہو جائے گی نگاہ ضرور
راز پیدائش و فنا سمجھو　　　پہلے دونوں کا مدّعا سمجھو

زندگی کی روش پھر ایسی ہو
عقل کی ہوش کی ترقی ہو

(۲۸۳)

جہل سے انحراف کرنا ہے　　　تمھیں جنگل کو صاف کرنا ہے
عقل ہی لخت لخت کیوں بیکار　　　کاٹتے ہو درخت کیوں بیکار
وجہ اندیشہ ہی تو جنگل ہے

بھکشوو! خار وخس سے دور رہو مائل اکتسابِ نور رہو
ہے یہی اک نجات کا سامان
اس سے پاتا ہے آدمی نروان

(۲۸۴)

راحتِ جان وتن کا خواہش مند مرد جب تک ہے زن کا خواہش مند
غرق رہتا ہے چاہ میں اُس کی سر کٹاتا ہے راہ میں اُس کی
ختم پابندیاں نہیں ہوتیں کلفتیں بے نشاں نہیں ہوتیں
دودھ پیتا ہوا کوئی بچھڑا جیسے ماں سے جدا نہیں ہوتا
یہ اذیّت وہ سہہ نہیں سکتا
دور عورت سے رہ نہیں سکتا

(۲۸۵)

ٹھنڈی ٹھنڈی فضا میں جاڑے کی بیشتر ابتدا میں جاڑے کی
تازہ تازہ کنول نکلتا ہے یہ کنول بے بدل نکلتا ہے
توڑ لیتے ہیں اسکو بڑھ کر ہاتھ پیش آتے ہیں اس سے جبر کے ساتھ
بالکل ایسے ہی ترکِ الفت ہو کتنی ہی دل کو خواہ کلفت ہو
روشِ نیک جزوِ ذات رہے
پیروئ رہِ نجات رہے

(۲۸۶)

فصلِ برسات کی جب آئے گی اپنا دلکش سماں دکھائے گی
یا جب آئے گا دور جاڑے کا دیدنی ہوگا طور جاڑے کا
یا دکھائے گی جب اثر گرمی فصلِ گرما کی ہوگی سر گرمی

میں کروں گا فلاں جگہ پہ قیام — میں بتاؤں گا اس کو اپنا مقام

بے خبر مشکلات سے ہر آن
سوچتا ہے اسی طرح انسان

(۲۸۷)

یہ جو اولاد کی محبت ہے — زندگی کے لئے اذیت ہے
یہ کسی جانور پہ ہو جو نثار — یہ جو رخصت ہی یوں سکون و قرار
ہر نفس بے کلی سی رہتی ہے — جان پر بھی بنی سی رہتی ہے
نیستی سے دو چار ہوتا ہے — موت کا وہ شکار ہوتا ہے

جیسے جب گاؤں کوئی سو جائے
باڑھ سے پائمال ہو جائے

(۲۸۸)

موت کا جب پیام آتا ہے — کون اس وقت کام آتا ہے
پار بیڑا لگا نہیں سکتا — کوئی اس کو بچا نہیں سکتا
کوئی بھی صورت نجات نہیں — باپ کے بس کی بھی یہ بات نہیں
باپ بھائی عزیز رشتہ دار — سب کی ہوتی ہیں کوششیں بیکار

زندگی ہے یہ درد سر آخر
موت سے ہے کہاں مفر آخر

(۲۸۹)

اس حقیقت سے باخبر ہیں جو لوگ — ہوش رکھتے ہیں دیدہ ور ہیں جو لوگ
کام سے اپنے کام رکھتے ہیں — آگہی دوام رکھتے ہیں
جو ہیں دانا، متین، سنجیدہ — جو ہیں بینا حکیم فہمیدہ

جن کے حصے میں عقل صائب ہے　　یہی ان کے لئے مناسب ہے

رکھیں ہر وقت آخرت پہ نگاہ

صاف کرتے رہیں نجات کی راہ

اکیسویں گفتگو

بہترین مفاد کے بارے میں

(۲۹۰)

جس بات سے ہو تھوڑی ہی راحت
تھوڑی سی راحت بھی بے حقیقت
انسان اُس سے کرے کنارا
اس پر اگر ہو یہ آشکارا
ممکن ہے اس سے اور استفادہ
اس ترک میں ہے راحت زیادہ
ہشیار ہے جو کرتا ہے ایسا
بیدار ہے جو کرتا ہے ایسا
اس کے لئے ہو انسان عامل
ہو جس سے حاصل تسکینِ کامل

(۲۹۱)

دیتا ہے ایذا جو دوسروں کو
کرتا ہے رسوا جو دوسروں کو
اپنے لئے خود سکھ چاہتا ہے
انسان ایسا بالکل بڑا ہے
اس کی بھی نیت میں دشمنی ہے
بدلے کی اس کے دل میں ٹھنی ہے
ٹلتی نہیں یوں ہرگز عداوت
جاتی نہیں یوں دل سے شقاوت
جب تک نہ ہوگی دل میں صفائی
اس قید سے ہے مشکل رہائی

(۲۹۲)

ہیں کام جتنے کرنے کے قابل
انساں جو ان سے رہتے ہیں غافل

ناکردنی سے تائب نہیں جو
عقل و خرد میں صائب نہیں جو

ان کی جہالت کی حد نہیں کچھ
ان کی ضلالت کی حد نہیں کچھ

واقف نہیں وہ رازِ عمل سے
کیا ربط اُن کو سازِ عمل سے

اچھے نہیں ڈھب لاریب اُن کے
بڑھتے ہی جاتے ہیں عیب اُن کے

(۲۹۳)

ہے کام جن کا تن کی حفاظت
تن کی حفاظت من کی حفاظت

محوِ عمل ہیں جو قاعدے سے
رکھتے ہیں مطلب جو ضابطے سے

کرتے ہیں سب کچھ جو کردنی ہے
انکی تو صورت یوں ہی بنی ہے

ناکردنی سے رہتے ہیں تائب
ہے رائے ان کی ہر طرح صائب

بھرپور ہیں وہ آگاہیوں سے
ہیں دور کوسوں بے راہیوں سے

(۲۹۴)

خواہش جو ہے ماں، ہے باپ نخوت
جائز ہے بالکل ان کی ہلاکت

یا خود پرستی یا چیرہ دستی
بہتر ہے اُن کی مٹ جائے ہستی

سرکش ہیں، بے حد دونوں یہ جذبے
ہے ایک دنیا قابو میں ان کے

جو پانچ پردے ہیں آگہی کے
شیر ژیاں کے گویا ہیں پنجے

کر دے جو ان کا ہر نقش غارت
سب پاپ اس کے ہو جائیں رخصت

(۲۹۵)

خوش آئے اچھی ہر بات جن کو
ہو فکر عقبےٰ دن رات جن کو
ہوتے ہیں واقف ہر نیک و بد سے
نزدیک تر ہیں عقل و خرد سے
ہے جن کی فطرت عرفاں پسندی
جن کی طبیعت میں ہے بلندی
گوتم کے سچے پیرو وہی ہیں
اُن کی ہمیشہ آنکھیں کھلی ہیں
ہر خشک و تر سے ہشیار رہنا
ہے کام اُن کا بیدار رہنا

(۲۹۶)

جن کی فراست رہتی ہے قائم
کرتے ہیں اس کا اظہار دائم
جو تا بہ آخر رہتے ہیں دانا
جو آگہی کا پہنے ہیں بانا
خود دیکھتے ہیں خود بھانپتے ہیں
ہو گرد نی ہے کر ڈالتے ہیں
گوتم کی باتیں وہ مانتے ہیں
ہر فرض اپنا پہچانتے ہیں
حاصل ہے یعنی عرفاں انہیں کو
کہتا ہے گوتم انساں انہیں کو

(۲۹۷)

کرتے ہیں باتیں جو راستی کی
جن کو ہے چاہت سچی خوشی کی
رکھتے ہیں مطلب ہر آن اُس سے
ہوتا ہے جن کا کلیان اس سے
سب کچھ اسی پر قربان کرنا
ہو دھرم جینا ہو دھرم مرنا
ہر ذی خرد کی آنکھوں کے تارے
ہیں ایسے انساں پیاروں کے پیارے
ہے اس کی ہستی محبوب عالم
کہتا ہے ان کو ذی ہوش گوتم

(۲۹۸)

ہوا اک کرامت جن کو جماعت کٹتی ہو اس میں ایک ایک ساعت
تنظیم سے ہو تکریم جن کی تحریم سے ہو تنظیم جن کی
مل جُل کے رہنا ہر کام کرنا تہذیب پانا بننا سنورنا
ہر فرض اعلیٰ اُن کی نظر میں رہتا ہی سودا یہ اُنکے سر میں
برحق ہی اُن پر قربان جانا
گوتم انھیں کو کہتا ہی دانا

(۲۹۹)

اس تن کی عظمت جو جانتے ہیں اس کو غنیمت جو جانتے ہیں
اس کی فضیلت سے آشنا ہیں اس کی ضرورت سے آشنا ہیں
جن کے لئے یہ دارِ عمل ہی اپنا ہی خود اک نعم البدل ہی
ان پر کھلا ہی رازِ حقیقت ہی ساز ان کا سازِ حقیقت
ہر خفی سے محرم وہی ہیں
چشم و چراغِ گوتم وہی ہیں

(۳۰۰)

ہی خاص مشرب جن کا اہنسا ہی خاص مذہب جن کا اہنسا
آزار کوشی ایذا رسانی نقصان مالی، نقصان جانی
ہی دور کوسوں نیت سے جنکی نیت سے جنکی فطرت سے جنکی
نام تشدد لیتے نہیں جو ایذا کسی کو دیتے نہیں جو
حق کوش ہیں وہ گوتم کے پیرو
ذی ہوش ہیں وہ گوتم کے پیرو

(۳۰۱)

ہے شغل، شغلِ مقبول جن کا ہے جوگ سادھن معمول جن کا
ہر وقت جن کو دھن ہے اسی کی کرتے نہیں جو پروا کسی کی
اپنی لگن سے جن کو لگن ہے دل جن کا اپنی رَو میں مگن ہے
جو نفس دوں پر رکھتے ہیں قابو جن کی طبیعت رہتی ہے یکسو

بیدار ہیں وہ گوتم کے پیارے
ہشیار ہیں وہ گوتم کے پیارے

(۳۰۲)

دنیا سے ہٹ کر رہنا ہے مشکل ترکِ جہاں کا رستا ہے مشکل
ہے خانہ داری بپتا کا باعث بپتا کا باعث ایذا کا باعث
جو لوگ رہتے میں ہوں نہ یکساں ان میں بھی رہنا ہے رنج ساماں
آواگون میں پڑنا بھی دکھ ہے اس سلسلے میں نابود سکھ ہے

اس راستے میں رکھو قدم کیوں
رکھ کر قدم ہو نخچیر غم کیوں

(۳۰۳)

ہے جس کے دل میں جذبِ عقیدت جذبِ عقیدت احساس عظمت
جس کے چلن میں پاکیزگی ہے بے مثل جس کی سادہ روی ہے
حاصل ہے جس کو شہرت سی شہرت گھر میں بھری ہے ہر ایک دولت
کرتی ہے دنیا تعظیم اس کی تعظیم اس کی تکریم اس کی

خورد و کلاں دم بھرتے ہیں اُسکا
دل سے ادب سب کرتے ہیں اُسکا

(۳۰۴)

جو نیک دل ہے عالی منش ہے	درویش صورت جسکی روش ہے
مثلِ ہمالہ ممتاز دوراں	وہ دور ہی سے رہتا ہی تاباں
لیکن ہی جن میں باطل پرستی	ہی جن کی ہستی مذموم ہستی
ہاتھوں سے چھوٹا اک تیر ہیں وہ	اپنی ہی زد سے نخچیر ہیں وہ

ہر طرح ارذل ہر طرح اسفل
رہتے ہیں سب کی نظروں سے اوجھل

(۳۰۵)

ہی ایک آسن جس کا ہمیشہ	جو مرد صافی ہی نیک پیشہ
ہر ادر شئی سے بے لوث ہو کر	ہی پاس جسکے صرف ایک بستر
جس میں ذرا بھی سستی نہیں ہی	دور از علائق تنہا نشیں ہی
بالکل اکیلا جو مرد شاغل	رہتا ہی محو تزکیۂ دل

اک رند ساغر در دست ہی وہ
بن میں بھی رہ کر خود مست ہی وہ

بائیسویں گفتگو

دوزخ کے بارے میں

(۳۰۶)

دوزخ نصیب ہی وہ جو جھوٹ بولتا ہی
لیتا ہی مول آفت لب جب بھی کھولتا ہی
دینا نہ کرکے کچھ بھی' باتیں ہزار کرنا
ہی جادۂ سقر کا یہ اختیار کرنا
دونوں کا یہ طریقہ ہی باعث تباہی
دونوں کے حق میں ظالم ہی یہ سبک نگاہی
یہ بھی روش بُری ہی وہ بھی چلن بُرا ہی
بے حد حقیر یعنی دونوں کا راستا ہی
ہوتے ہیں گمرہی سے یہ پائمال یکساں
ہوتا ہی بعد مردن ان کا مآل یکساں

(۳۰۷)

کاشائے[۱] وشتریوں تو دونوں کے زیب تن ہی
ہی جامۂ فقیری اُن کا جو پیرہن ہی
لیکن عمل میں ان کے پاکیزگی نہیں ہی
پاکیزگی نہیں ہی حق آگہی نہیں ہی
ہر بات بے تکی ہی ہر کام بے ٹھکا ہی
جو طور ہی زبوں ہی جو ڈھنگ ہی بُرا ہی
لاتی ہی رنگ آخر اُن کی گناہگاری
کرتی ہی ختم ان کو۔ اُنکی یہ دوں شعاری
خود اپنی آستیں میں وہ سانپ پالتے ہیں
خود کرم ان کے۔ انکو دوزخ میں ڈالتے ہیں

---

[۱] گیروا لباس

(۳۰۸، ۳۰۹)

غفلت سے کام لیکر جو دن گزارتا ہے
نقش بدی کو پیہم دل میں اُبھارتا ہے

رہتا ہی محو صحبت غیروں کی عورتوں سے
ہوتا ہی خوار اپنی ناپاک حرکتوں سے

اپنے مآل سے خود وہ بہرہ ور نہیں ہی
ان چار حالتوں سے اسکو مفر نہیں ہی

رہتا ہی ہو کے ناداں زار و حزیں بالآخر
کچھ بھی تو ہاتھ اس کے لگتا نہیں بالآخر

مشکل ہی نیند آنا صبر و سکوں سے اسکو
ہوتی ہی سخت ایذا کرب دروں سے اسکو

دنیا میں لوگ اسکو نفرت سے دیکھتے ہیں
نفرت سے دیکھتے ہیں دہشت سے دیکھتے ہیں

رہتی ہی لعنتوں کی بارش مدام اُس پر
ہوتا ہی پھر تو عائد یہ اتہام اس پر

ہوتی ہی اس کی حالت بیحد خراب و خستہ
رہتا ہی زندگی بھر ناچار و دل شکستہ

انجام کی طرف سے اک سمت خود ہراساں
اک سمت غیر عورت ہر وقت دل میں لرزاں

اور اس پہ حکمراں کی جانب سے کو بہ کاری
مجبور سرزنش پر آئین شہر یاری

لائے نہ دل میں ہرگز کوئی خیال صحبت
جو غیر کی ہی عورت وہ غیر کی ہے عورت

(۳۱۰)

جیسے کشا کو چھونے کا بھی ہی اک طریقہ
اس کے لئے بھی کچھ تو درکار ہی سلیقہ

بے احتیاط بن کر کوئی اگر چھوئے گا
تنکا ہر ایک اس کا ہاتھ اسکے چھید دے گا

نازک اسی طرح ہی سنیاس کا بھی رستا
ہوتا ہی گمرہی سے انسان زار و خستہ

جو اس کے قاعدے ہیں انکو نہ کوئی توڑے
جو اس کے رہبر ہیں انکا نہ ساتھ چھوڑے

دوزخ نصیب ہوگی ورنہ ہر آدمی کو
انجام سے نہیں ہی ہرگز مفر کسی کو

(۳۱۱)

جس کام میں ہو سستی وہ کام نام کا ہی
ہو کچھ بھی عیب جس میں وہ عہد عہد کیا ہی
جس برہم چرج میں ہو پاکیزگی ہی عنقا
ملتا نہیں کسی کو ثمرہ عظیم اُس کا

جس کام میں ہو چستی وہ کام کام کا ہی
ذی ہوش اس کو کوئی کیوں عہد مانتا ہی
جس برہم چریج سے ہوں لاکھوں عذاب پیدا
ہر طرز ہر چلن ہی خوار و سقیم اس کا

سوچے تو کوئی دل میں کیا اس سے فائدہ ہی
جو مشغلہ بُرا ہی بیکار مشغلہ ہی

(۳۱۲)

کیوں ہوں کچھ اس میں حیلے کیوں ہوں کوئی حوالے
لازم ہی مدعا کی تشکیل رفتہ رفتہ
دن رات ایک کر دے جٹ جائے بس اسی پر
ہی باعث تباہی سستی سے کام لینا

کچھ کام اگر ہو کرنا پھر اس کو کر ہی ڈالے
جی جان سے ہو اُسکی تکمیل رفتہ رفتہ
گرمی اسی عمل سے پیدا ہو زندگی میں
بھولے بھی بھی نہ اُن کا زنہار نام لینا

سینا اس لیئے سستی خواری کا اک نشاں ہی
نقصان آبرو کا توقیر کا زیاں ہی

(۳۱۳)

ہی باعث ستائش عزم گنہ نہ کرنا
راس آئے کیا کسی کو ایسی فضا میں پلنا
ہر حال میں مگر ہی نیکی کی راہ اچھی
گندے نہ ہوں ارادے نیت میں ہو صفائی

شکلِ بدی کی جانب ہرگز نگہ نہ کرنا
ڈالے گا قعر غم میں راہِ گنہ میں چلنا
ہر کام ہر عمل ہو رکھ کر نگاہ اچھی
ہر بات سے ہوں ظاہر انداز پارسائی

ہوں گے جو کام اچھے الجھن ذرا نہ ہوگی
آئے گی ہاتھ راحت کلفت فنا نہ ہوگی

(۳۱۴)

جس طرح سرحدوں کی ہی لازمی حفاظت — ویسے کرے خود اپنی ہر آدمی حفاظت
ممکن نہیں پھر اس سے اندر کی ابتری بھی — ممکن نہیں پھر اس سے باہر کی ابتری بھی
اس سے خلل ملکوں میں پڑتا نہیں ذرا بھی — پھر اس کو دشمنوں کی لگتی نہیں ہوا بھی
برسوں رلائے گی تمہیں اسکی طرف سے غفلت — ہو اس لئے ہمیشہ اچھی طرح حفاظت

مرنے کے بعد ورنہ ہوگا خراب دوزخ
سہنے پڑیں گے اسکو برسوں عذاب دوزخ

(۳۱۵)

جس کام میں بھی ہم کو ہی پاس شرم لازم — ہی پاس شرم لازم۔ احساس شرم لازم
بے غیرتی کا جامہ اس میں تو زیب تن ہی — اک فخر کا ہی باعث جو چاک پیرہن ہی
شرم و حجاب کی کچھ جس میں نہیں ضرورت — الجھی ہوئی سمجھ سے اس میں ہی اور صورت
اس وقت پھٹ پڑے گی غیرت تمام ہم پر — ہو جائے گا خود اپنا جینا حرام ہم پر

اس قسم کی حماقت ہی ابتری کا باعث
ہو کر رہے گی ثابت غارت گری کا باعث

(۳۱۶)

ڈرنے کی بات جس میں کوئی نہیں ذرا بھی — اندیشہ بتا ہی جس میں نہیں ذرا بھی
ہوتے ہیں جو ہراساں ایسے مقام پر بھی — تیرہ دلی ہی ان میں تنگ انکی ہی نظر بھی
لیکن وہاں نہ ڈرنا ڈر ہی جہاں مناسب — کس طرح ہی یہ جائز ہی یہ کہاں مناسب
ان کی روش ہی الٹی، ان کا چلن غلط ہی — باطل ہی ان کا دعوٰی، انکا سخن غلط ہی

اپنی سمجھ کے پیچھے ہی غیر حال اُن کا
دوزخ سے جا کے پوچھو کیا ہی مآل اُن کا

(۳۱۷)

شبنم کا ہو جو قطرہ اس کو گہر سمجھنا — جو بات عیب کی ہو اس کو ہنر سمجھنا
کہتے ہیں جس کو نیکی اس کو بدی بتانا — جو چیز کام کی ہو اس کو ردی بتانا
اچھی روش نہیں ہے اچھا چلن نہیں ہے — اس میں کمینگی ہے یہ حسن ظن نہیں ہے
مردود ہیں وہ انساں جن کا ہے یہ طریقہ — تمیز نیک و بد کا ان کو نہیں سلیقہ

انجام کار اُن کی حالت خراب ہوگی
خود اُن کی زندگی بھی ان پر عذاب ہوگی

(۳۱۸)

جس شی میں ہے برائی اس کو برا سمجھنا — جس شی میں ہے بھلائی اس کو بھلا سمجھنا
ہوتے ہیں خوب انساں اس ذہنیت کے انساں — ہوتے نہیں پشیماں اس ذہنیت کے انساں
ہے یہ طریق احسن ہے یہ شعار اچھا — ملتا ہے اس کا ثمرہ انجام کار اچھا
ان پر نہیں کہیں بھی افتاد کوئی پڑتی — دنیا نہیں بگڑتی، عقبےٰ نہیں بگڑتی

جو آدمی ہیں ایسے، ہیں آدمی مبارک
ہر طرح ان کے حق میں ہے زندگی مبارک

تیئسویں۲۳ گفتگو

ہاتھی کی مثال میں

(۴۱۹)

جیسے تیروں کی زد میں بھی ہاتھی عرصۂ جنگ سے ہٹیں نہ کبھی
درد سر لیں، اذیتیں سہ لیں ہر طرح کی مصیبتیں سہ لیں
ایسے ہی سُن کے گفتگو کڑوی دوست کی ہو وہ خواہ دشمن کی
بل جبیں پر ذرا بھی لائیں نہ ہم طیش میں نام کو بھی آئیں نہ ہم
کیونکہ دنیا میں ہیں عذاب بہت
آدمی ہیں یہاں خراب بہت

(۴۲۰)

لوگ جب دادِ جنگ دیتے ہیں پہلے ہاتھی کو ساتھ لیتے ہیں
اور ہاتھی سدھا جو ہوتا ہے فرض سے آشنا جو ہوتا ہے
وہ سواری میں کام آتا ہے بادشہ اُس پہ چڑھ کے جاتا ہے
جو ہیں تعلیم یافتہ انساں ان کا درجہ بڑا۔ شرف ہے گراں
سہ وہ سکتے ہیں گفتگو کڑوی
ان کو برداشت ہے بہت اس کی

(۳۲۱)

ہیں سبھی یوں تو نام کے خچر — وہی ہوتے ہیں کام کے خچر
ہیں سبھی یوں تو نام کے گھوڑے — وہی ہوتے ہیں کام کے گھوڑے
ہیں سبھی یوں تو نام کے ہاتھی — ہیں وہی صرف کام کے ہاتھی
خوب ہوتی ہے تربیت جن کی — خوب ہوتی ہے منزلت جن کی

جو بشر بردبار ہوتا ہے
ہر طرح باوقار ہوتا ہے

(۳۲۲)

خواہ گھوڑا ہو خواہ گاڑی ہو — یا ہو انسان کا کوئی بھی ہو
نہیں ممکن دلا سکے وہ نجات — اُس کے بس کی نہیں یہ ہرگز بات
جو بشر باکمال ہوتا ہے — اس کو حاصل وصال ہوتا ہے
دولت تربیت ہے جس کے پاس — جسکے امکان میں ہے ضبط و حواس

اس کے امکاں میں ہے حصولِ نجات
اس کو معلوم ہیں اصولِ نجات

(۳۲۳)

وہی ہاتھی کبھی جو صف در ہو — آسماں رس ہو، کوہ پیکر ہو
زیر کرنا جسے ہو سخت محال — جس سے بھڑنا نہیں ہر اک کی مجال
جب کبھی قید میں وہ آتا ہے — پھڑپھڑاتا ہے تلملاتا ہے
جس میں پہلے کبھی تھا خود آباد — اس کو آتا ہے اب وہ جنگل یاد

نہیں کھاتا غذا میں اب وہ کنول
یاد ہوتی ہے اس کی اور جنگل

(۳۲۴)

جو نکما ہے جس میں سستی ہے — عقل میں جس کی نادرستی ہے
اور کھانا بہت جو کھاتا ہے — جس کو آلس بہت ستاتا ہے
کروٹیں بے شمار لیتا ہے — نیند جو بار بار لیتا ہے
ایک ناپاک جانور ہے وہ — فربہ تن بسیر خور سور ہے وہ

پیٹ میں ماں کے دکھ اٹھاتا ہے
جنم وہ بار بار پاتا ہے

(۳۲۵)

آج تک خوب دل رہا آزاد — کام جو بھی کیا وہ حسب مراد
جبر سے بے نیاز خود مختار — سر پہ رہتا تھا آج تک یہ سوار
عیش و آرام سے غرض تھی اسے — اپنے ہر کام سے غرض تھی اسے
اب میں قابو میں اس کو لاؤنگا — اب غلام اس کو میں بناؤنگا

کام مشکل مگر یہ کیسا ہے
مست ہاتھی کو زیر کرنا ہے

۳۲۶

ہوشیاری سے کام لینا ہے — بردباری سے کام لینا ہے
قید میں اس کو ڈال کر رکھو — اپنے دل کو سنبھال کر رکھو
جیسے ہاتھی خود اپنے جنگل میں — بے طرح پھنس گیا ہو دلدل میں
اور دلدل سے پھر نکل آئے — اس کے سر سے بلا یہ ٹل جائے

تم بھی مایا کے جال سے نکلو
قعر حزن و ملال سے نکلو

(۳۲۷)

عقل جس کی ہو تیز۔ پختہ ہو
چلن اچھا شعار اعلےٰ ہو
کوئی ایسا جو ہم سفر مل جائے
اصل معنی میں راہبر مل جائے
دور رستے کا ہر خلل ہو جائے
آئنہ جادۂ عمل ہو جائے
نہ کہیں جا کے پھر قدم اٹکے
آدمی گام زن ہو بے کھٹکے
اس کے ہاتھوں میں اس کا ہاتھ رہے
مست و مسرور اس کے ساتھ رہے

(۳۲۸)

کوئی ایسا جو ہم سفر نہ ملے
راہبر سا جو راہبر نہ ملے
جو نہ اچھا ہو راہ کا ساتھی
ہو وہ ساتھی اگر بُرا ساتھی
ہے مناسب رہے بشر تنہا
خامشی سے کرے سفر تنہا
جیسے ہارا ہوا کوئی سلطاں
یا کوئی فیل چھوڑ کر میداں
بن میں پھرتا ہے رات دن تنہا
ساتھ دیتا نہیں کوئی اس کا

(۳۲۹)

ساتھ اچھا نہیں کمینوں کا
دور سایہ رہے لعینوں کا
اس سے تنہا رہے تو اچھا ہے
اس میں خطرہ کی بات ہی کیا ہے
خوب ہے بے تعلقی سب سے
کھینچ لے ہاتھ آدمی سب سے
دور سے دور بن میں بے ساتھی
مست پھرتا ہے جس طرح ہاتھی
دامن دل مدام صاف رہے
رہِ عصیاں سے انحراف رہے

(۳۳۰)

جو مصیبت میں کام آتا ہے　　دوست کا دوست دکھ بٹاتا ہے
واقعی مہرباں وہ ہوتا ہی　　مردِ راحت رساں وہ ہوتا ہی
دل کی جس چیز سے بھی ہو سیری　　اس سے ملتی ہی بے پناہ خوشی
جب اجل کا پیام آتا ہے　　عملِ خیر کام آتا ہے
سب سے بڑھ کر تو ہی یہ سکھ کی بات
ہر بلا سے ہو آدمی کی نجات

(۳۳۱)

ماں کی خدمت ہی کتنا اچھا کام　　اس سے ملتا ہی کس قدر آرام
فرضِ احسن ہی باپ کی خدمت　　اس سے ملتی ہی کس قدر راحت
رہ کے دنیا میں ترک اچھا ہی　　اس سے حاصل سرور ہوتا ہی
نہ ہو مطلب کوئی گناہوں سے　　زندگی کی کثیف راہوں سے
اس سے ارفع حیات ملتی ہے
سب ئیوں سے نجات ملتی ہے

(۳۳۲)

جو بھی مسلک ہو نیک ہو مسلک　　چلن اچھا رہے بڑھاپے تک
جس کو اس کا خیال رہتا ہی　　وہ ہمیشہ نہال رہتا ہی
مستقل ہو وہ۔ جو عقیدہ ہو　　اور عقیدہ بھی وہ جو چیدہ ہو
دل کو ملتا ہی چین اس سے بھی　　ہی نہاں اس میں لازوال خوشی
بے گناہی۔ حصولِ دانائی
سب کا انجام ہے شکیبائی

چوبیسویں گفتگو

ترشنا یعنی حرص کے باب میں

(۳۴۳)

آدمی غافل ہی جو انجام سے — بے خبر ہی عاقبت کے نام سے
خواہشیں ہوتی ہیں اس کی بیشمار — ہی سمندر ان کا ناپیدا کنار
اسقدر سر اس کے چڑھ جاتی ہیں یہ — بیل کی مانند بڑھ جاتی ہیں یہ
پیٹ بھرنے کی ہوس سے سرگراں — جیسے بندر بن میں ہوتے ہیں دواں

ہر نفس غرقاب پھل کی چاہ میں
مارتا رہتا ہی سر اس راہ میں

(۳۴۴)

اک بلا ہی خواہشوں کا سلسلہ — لا دوا ہے کاہشوں کا سلسلہ
ہی بہت دشوار اس کا ٹوٹنا — اس بلائے بے اماں سے چھوٹنا
ان کی پیدائش کہیں ہوتی ہو بند — اور بھی ہوتی ہی افزائش دوچند
اور پھر ہوتا ہی اس سے جو زیاں — غم جو آپڑتے ہیں سر پہ ناگہاں

اُن کی حد ہی پھر کوئی رہتی نہیں
کام کی یہ زندگی رہتی نہیں

(۳۳۵)

خواہشوں کو جیتنا دشوار ہے — کام یہ بے انتہا دشوار ہے
ان کی پیدائش کبھی رکتی نہیں — جیتے جی۔ تا زندگی رکتی نہیں
زیر کر لیتا ہی جوان کو بشر — پست کر دیتا ہی جوان کو بشر
دور اس کے رنج ہو جاتے ہیں سب — داغ اسکے دل کے دھو جاتے ہیں سب

خواہشیں ہوتی ہیں رخصت اس طرح
گر پڑے پتوں سے شبنم جس طرح

(۳۳۶)

ہوشیار اے اہل دنیا ہوشیار — میں تمھارا ہر طرح ہوں دوستدار
چاہتا ہوں میں تمھاری بہتری — ہی اسی میں زیرکی، دانش وری
دور کر دے آدمی دل سے ہوس — اُسکے اندر ہو نہ اس کی دسترس
خس کا خواہش مند جا کر خس کے پاس — توڑ ڈالے ہر طرف کی جیسے گھاس

کھود ڈالو تم بھی بنیاد ہوس
جان لیوا ہو نہ بیداد ہوس

(۳۳۷)

جڑ سے جب تک پیڑ اکھڑ جاتا نہیں — نقش اس کا یوں بگڑ جاتا نہیں
خواہ کر دے کوئی اُسکی کاٹ چھانٹ — نیچے اوپر تھوڑی تھوڑی کاٹ چھانٹ
پا کے موقع پھر بھی بڑھ جاتا ہی وہ — خود بخود پروان چڑھ جاتا ہی وہ
ہی یہی بالکل تمنّاؤں کا حال — جڑ سے جب تک ہو نہ جائیں پائمال

ان سے دکھ ہوتا ہی پیدا بار بار
آدمی رہتا ہی ان سے دل فگار

(۳۳۸)

خواہشوں کے ہیں جو یہ چھتیس[۳۶] گھر — محو کلفت ان سے رہتا ہے بشر

جتنی چیزیں دل کو آتی ہیں پسند — آخر آخر جن سے ہوتا ہے گزند

مائل اس کی سمت رکھتے ہیں اسے — آزماتے ہیں پرکھتے ہیں اسے

ہو کے ان چھوٹے خیالوں کا شکار — غیر ثابت۔ عارضی۔ ناپائدار

جھنجھٹوں میں پھنس کے رہ جاتا ہے وہ

خواہشوں کی رو میں بہ جاتا ہے وہ

(۳۳۹)

لذتوں کا ہر طرف سے زور ہے — یہ سمندر کس قدر پر شور ہے

ان میں ہوتا ہے تصادم ہر نفس — اس میں جاری ہے تلاطم ہر نفس

پھوٹتی ہے ان کی ہر دل میں طلب — پھیل کر یہ بیل ڈھاتی ہے غضب

دل میں جب دیکھے کوئی اسکی نمود — ختم کر دے یک قلم اس کا وجود

کاٹ دے فوراً اسے بڑھنے نہ دے

اس بلائے بد کو سر چڑھنے نہ دے

(۳۴۰)

ندیاں بہتی ہیں کس انداز سے — ہو خراماں جیسے کوئی ناز سے

کس ادا کے ساتھ لہراتی ہیں یہ — زلف کے مانند بل کھاتی ہیں یہ

دلربا ہوتی ہے ان کی موج موج — فتنہ زا ہوتی ہے ان کی موج موج

دل لگا کر ان میں اپنا جب کبھی — ڈھونڈتے ہیں عیش و عشرت آدمی

پڑ کے قید زندگی میں بار بار

موت کا آخر کو ہوتے ہیں شکار

(۳۴۱)

لوگ جو ہوتے ہیں خواہش کے غلام
پھیر میں رہتے ہیں اس کی صبح و شام

جنکے سر میں ایک ہی سودا ہے بس
پل رہے ہیں زیر دامانِ ہوس

بے خبر ہیں مرد غفلت کوش ہیں
جو مقید ہیں یہ وہ خرگوش ہیں

اک نہ اک کاہش میں رہ کر مبتلا
اک نہ اک خواہش میں رہ کر مبتلا

بارہا بنتے ہیں تصویر الم
تا ابد رہتے ہیں نخچیر الم

(۳۴۲)

جان لیوا ہی یہ آزار ہوس
گرم رکھتے ہیں جو بازار ہوس

ہوش پر آن کے ہیں مدہوش ہیں
جو کٹہرے میں ہوں وہ خرگوش ہیں

جن کو ہی ترک تعلق کا خیال
جن کو ہی ارمان تزئین دل

جن کو دنیا سے نہ ہو کچھ واسطہ
جن کو عقبے سے نہ ہو کچھ واسطہ

چھوڑ دیں خواہش کا پیچھا چھوڑ دیں
ہر دو عالم کی تمنّا چھوڑ دیں

(۳۴۳)

منزل مقصود جس کی ہو نجات
وقف ہو اس کے لئے جسکی حیات

خواہشوں کے نام سے رہ کر نفور
خواہشوں سے پہلے پہلے رہ کے دور

ہر چلن جس کا فقیرانہ رہے
مدتوں جو ان سے بیگانہ رہے

پھر دوبارہ ان کا بن جائے غلام
پختگی پا کر بھی جو رہ جائے خام

قید سے چھٹ کر ہو خواہاں قید کا
کر رہا ہی ساز و ساماں قید کا

(۳۴۴)

آہنی زنجیر کا یہ سلسلہ   قید کی تدبیر کا یہ سلسلہ
یا یہ لکڑی کے کٹہرے کی قیود   تنگ سے بھی تنگ پنجرے کی قیود
یا کسی مضبوط رسی کی گرفت   ہے یہ سب بیکار بے معنی گرفت
یہ بھی پابندی ہے پابندی کوئی   اس کی سختی بھی ہے کیا سختی کوئی
قید ہے اک مال و دولت سے لگاؤ
قید ہے بیٹے سے عورت سے لگاؤ

(۳۴۵)

جو بھی انساں ہیں خرد ور عقل مند   وہ سمجھتے ہیں کہ سب یہ قید و بند
وجہِ پستی باعثِ تحقیر ہے   جو کڑی اس کی ہے اک زنجیر ہے
چھوٹنا اس سے بہت دشوار ہے   آدمی اس قید سے لاچار ہے
پھر بھی دل ان سے ہٹا لیتے ہیں جب   خواہشوں پر فتح پا لیتے ہیں جب
کام لے کر صبر و استقلال سے
چھوٹ جاتے ہیں بشر اس جال سے

(۳۴۶)

گرم جن کے شوق کا بازار ہے   جن کو رغبت کا دلی آزار ہے
پاتے ہیں عیشِ دنیا کا وبال   خود اسیری کے لئے بنتے ہیں جال
آدمی کی شکل میں مکڑی ہیں وہ   خود ہی مائل جانبِ پستی ہیں وہ
جو تحمّل کوش ہیں وہ بے درنگ   چھوڑ کر دل بستگی کی راہ تنگ
توڑ ہی دیتے ہیں زنجیرِ حیات
غم سے پا جاتے ہیں بالآخر نجات

(۳۴۷)

راستہ جو ہو غلط وہ چھوڑ دو
توڑ دو ماضی کے رشتے توڑ دو

حال سے کوئی تعلق ہی نہ ہو
چھوڑ دو جو چال مطلب کی نہ ہو

فکر مستقبل سے ہو بے گانگی
ہو اسی میں زیر کی فرزانگی

ہو نہ قید و بند سے دل نا صبور
قلزم ہستی کو یوں کر لو عبور

پھر نہ پیدا ہو، نہ لو مرنے کا نام
ہو نجاتِ دائمی سے شاد کام

(۳۴۸)

جس کا دل رہتا ہو چنچل ہر نفس
جس کا دل رہتا ہو بے کل ہر نفس

ہو سکوں جس کے لئے امر محال
کچھ نہ کچھ اٹھتا ہی رہتا ہو خیال

دام رغبت میں جو رہتا ہو اسیر
پیٹتا رہتا ہو دنیا کی لکیر

دیکھتا ہو فائدہ ہر بات میں
مبتلا ہو جس کا دل لذات میں

وہ بڑھا لیتا ہے بندش اور بھی
تیز ہو جاتی ہے خواہش اور بھی

(۳۴۹)

تزکیہ اس کا جسے مقبول ہو
دل کی یکسوئی میں جو مشغول ہو

منقلب ہونے نہیں دیتا اسے
مضطرب ہونے نہیں دیتا اسے

اس سے رہتا ہی ہمیشہ ہوشیار
ہو نہیں پاتا تزلزل کا شکار

ہے مآل زندگی سے بہرہ ور
ہر خرابی پر نظر رکھتا ہے وہ

خواہشوں کو رام کرتا ہے وہی
قطع ان کا دام کرتا ہے وہی

(٣٥٠)

کر چکا ہی کام جو اپنا تمام — پا چکے ہیں فرض جس کے انصرام
ہو چکا ہی دور جس کے دل سے ڈر — ہر قدم اٹھتا ہی جس کا بے خطر
جسکا دل حرص و ہوس سے پاک ہی — یہ زمیں خاشاک وخس سے پاک ہی
جس کے دل کا آئنہ میلا نہیں — نام بھی جس میں کثافت کا نہیں
آب و گل کی قید سے ہی وہ بری
جنم یہ ہی جنم اس کا آخری

(٣٥١)

جس کے دل سے حرص کوسوں دور ہی — عیشِ دنیا کی ہوس کا فور ہی
جو نہیں قید تعلق میں اسیر — فقر کی دولت سے رہتا ہی امیر
جس کو ہر رازِ نہاں معلوم ہی — جس کو ہر کہنہ زباں معلوم ہی
مقصد گفتار سے واقف جو ہی — شعر کے اسرار سے واقف جو ہی
آگہی اس کی ہی کامل آگہی
جسم یہ اس کا ہی جسم آخری

(٣٥٢)

دے چکا ہوں ایک دنیا کو شکست — کتنے دشمن ہو چکے ہیں مجھ سے پست
ہی مکمل ترک میری ذات سے — مجھکو آگاہی نہیں کس بات سے
میں کسی مشرب سے وابستہ نہیں — میں کسی مسلک سے پیوستہ نہیں
کر چکا ہوں حرص کو پامال میں — بن چکا ہوں مرد فارغ بال میں
علم کی تحصیل سے ہوں سرخرو

(۳۵۳)

دھرم سے کلیان ہی کلیان ہی — دان اس کا سب سے بڑھ کر دان ہی
کس قدر اونچا کلس ہی دھرم کا — بڑھ کے ہر اک رس سے رس ہی دھرم کا
کچھ جو لذت ہی تو لذت دھرم کی — کیا بتاؤں تم کو عظمت دھرم کی
چاہیے ہر حال میں اس کا لحاظ — احتظاظ ایسا ہی اس کا احتظاظ
سب سے بڑھ کر جیت ہی تسخیر حرص
توڑ دینا چاہیے زنجیر حرص

(۳۵۴)

لذتوں پر جان دینا ہی گناہ — اپنی کشتی ان میں کھینا ہی گناہ
آدمی کو خاک کر دیتی ہیں یہ — اس کا قصہ پاک کر دیتی ہیں یہ
لازمی ہی اس سمندر پر عبور — پار جانے کی کرے کوشش ضرور
روئے گا، چلائے گا، پچھتائے گا — پھیر میں ان کے اگر پڑ جائے گا
نقد ہستی ہاتھ سے خود کھوئے گا
اپنے حق میں آپ کانٹے بوئے گا

(۳۵۵)

عیب ہی کھیتوں میں اُگنا گھاس کا — برق بن جاتا ہی تنکا گھاس کا
فصل ہو جاتی ہی اس سے پائمال — اس سے آ جاتا ہی کھیتی کو زوال
دنیوی اموال سے وابستگی — موہ کے جنجال سے پیوستگی،
کام ہی بے عقل کا نادان کا — ہی زیاں اس میں بہت انسان کا
تارکوں کو جو دیا جائے گا دان
اسکے پھل رکھتے ہیں عظمت کا نشان

(۳۵۶)

خار و خس سے کھیت ہوتے ہیں خراب
ایک تنکا لاکھ ڈھاتا ہے عذاب
ان سے زرخیزی میں آجاتا ہے فرق
انکے پردے میں چھپی رہتی ہے برق
دشمنی سے کام لینا ہے گناہ
اس سے ہو جاتا ہے انساں خود تباہ
اس لئے بیگانگی اچھی نہیں
غیریت کی خو کبھی اچھی نہیں

غیریت سے دل نہیں جن کا دو نیم
دان دینا ان کو ہے کارِ عظیم

(۳۵۷)

گھاس کا ہوتا ہے تخریبی اثر
گھاس پہنچاتی ہے کھیتی کو ضرر
گھاس سے کھیتی ہری رہتی نہیں
گھاس سے اس میں تری رہتی نہیں
موہ کر دیتا ہے انساں کو تباہ
موہ کا رستہ ہے بربادی کی راہ
موہ سے مغلوب جو انساں نہیں
موہ سے محجوب جو انساں نہیں

دان اس کو دے تو پائے پھل بڑا
بوئے پیڑ ایسا جو لائے پھل بڑا

(۳۵۸)

گھاس کر دیتی ہے کھیتی کو خراب
بند ہو جاتا ہے زرخیزی کا باب
خواہشیں کرتی ہیں انساں کو تباہ
مر کے بھی ملتی نہیں ان سے پناہ
زندگی دشوار کر دیتی ہیں یہ
عقل کو بیکار کر دیتی ہیں یہ
آدمی خواہش سے جو ہو جائے پاک
جسکا دامانِ ہوس ہو جائے چاک

ہے مناسب اس کو دینا دان کا
راستہ ہے یہ بڑے کلیان کا

پچیسویں گفتگو
فقیری کے ذکر میں

(۳۵۹)

رہیں حواس جو قابو میں پھر تو کیا کہنا
کبھی نہ بھول کے بھی ان کا ماننا کہنا
کبھی نہ راہ سے بے راہ آنکھ ہرگز ہو
کبھی نہ دیدہ بد خواہ آنکھ ہرگز ہو
کریں نہ خون سماعت کبھی یہ کان ترے
نہ ڈھائیں تجھ پہ قیامت کبھی یہ کان ترے
ہو ناک کا بھی تقاضہ کبھی نہ وحشت ناک
مآل اس سے نہ ہو زندگی کا ہیبت ناک

کلام خوب ہو، گم واقعہ میں ہو نہ سکے
تری زبان بھی اپنا وقار کھو نہ سکے

(۳۶۰)

تمام جسم کو اک قاعدے میں رکھنا ہو
تمام جسم کو اک ضابطے میں رکھنا ہو
جو گفتگو ہو مہذب ہو اور کام کی ہو
برنگ اسپ ضرورت اسے لگام کی ہو
یہ دل یہ نفس رہ راست سے بھٹک نہ سکے
ہو خواہ کتنی ہی مشکل مگر بہک نہ سکے
حواس تجھ پہ نہ حادی ہوں یہ خیال رہے
نظر میں جب بھی رہے صورت مآل رہے

ہو کچھ نہ فکر کم و بیش، غم سے دور رہے
یہ خوبیاں ہوں تو درویش غم سے دور رہے

(۳۶۱)

یہ ہاتھ پاؤں ہوں بس میں، زباں ہو قابو میں — ہر ایک بات ہو جس کی تلی ترازو میں
مدام تزکیۂ نفس جو مجسّم ہو — یہ جبر ضبط یہ جس کے لئے مقدم ہو
جو اپنی ذات میں ہو مست، محویت ہو تمام — جسے ہو صبر و قناعت وسیلۂ آرام
کبھی نہ جان کو جس کی کوئی جھمیلا ہو — ہجوم سے جو بہت دور ہو، اکیلا ہو

وہ پاک دل ہو صفا کیش اسکو کہتے ہیں
وہی فقیر ہو درویش اس کو کہتے ہیں

(۳۶۲)

دم کلام بہکتی نہیں زباں جس کی — کوئی بھی بات نہیں امر رائیگاں جسکی
گم اپنی ذات میں بے قیل و قال رہتا ہے — سمجھ کے سوچ کے اک ایک بات کہتا ہے
کبھی درشت کبھی خشمگیں نہیں ہوتا — دم کلام شکن بر جبیں نہیں ہوتا
رہ مآل دکھاتی ہو گفتگو جس کی — نکات دیں کے بتاتی ہو گفتگو جس کی

جو ارتھ دھرم کا آئینہ دار ہوتا ہے
وہ قائل سخن خوش گوار ہوتا ہے

(۳۶۳)

جو اپنے سود کا بہبود کا زیاں نہ کرے — جو اپنی سعی کے ثمرے کو رائیگاں نہ کرے
جو فائدہ کا ہو موقع نہ ہاتھ سے جائے — خود اپنی راہ میں روڑا نہ کوئی اٹکائے
کسی کے عیش میں بھی آدمی نہ حائل ہو — کرے نہ رشک نہ ہرگز حسد پہ مائل ہو
ہو خواہ کچھ بھی نہ بھولے سے بھی برا چاہے — نہ آئے پیش بدی سے کبھی، بھلا چاہے

حسد کی آگ جو دل سے بجھا نہیں سکتا
سکون قلب کی دولت وہ پا نہیں سکتا

(۳۶۴)

قلیل نفع ہو کتنا ہی اس کو رد نہ کرے — یہ کار بد ہی یقیناً یہ کار بد نہ کرے
قلیل نفع کی توہین کم نگاہی ہے — قلیل نفع سے تسکین، بادشاہی ہے
قلیل نفع سے منھ پھیرنا نہیں اچھا — قلیل نفع کا شکوہ گلا نہیں اچھا
قلیل نفع کو بھی جو قبول کرتا ہے — جو اپنا دامن امید اس سے بھرتا ہے

عمل میں سست نہیں مرد نیک پیشہ ہے
گراں وقار فرشتوں میں بھی ہمیشہ ہے

(۳۶۵)

ہر ایک چیز سے دنیا کی ہاتھ اٹھائے ہوئے — بس ایک ترک تمنا سے لو لگائے ہوئے
کسی بھی شے کو جو اپنا نہیں سمجھتا ہے — جو اس کی قدر کچھ اصلا نہیں سمجھتا ہے
یہ شکل و قام کی دنیا جسے نہیں بھاتی — ذرا بھی اس میں حقیقت نظر نہیں آتی
کسی بھی شے کے زیاں پر جو غم نہیں کرتا — جو دل کو وقف ملال و الم نہیں کرتا

تمام وسعت کونین جس کے اندر ہے
وہی فقیر ہے، درویش ہے، قلندر ہے

(۳۶۶)

ہے غرق پریم میں جس کو کسی سے بیر نہیں — ہیں دوست سب۔ کوئی جس کی نظر میں غیر نہیں
ہر ایک چیز سے جو بے نیاز رہتا ہے — غرض سے دور ہے، بے حرص و آز رہتا ہے
ہے جس کو بدھ کی تعلیم میں یقینِ کمال — جو اعتقاد کی دولت سے ہے مدام نہال
جو ہر نوشتۂ تقدیر کو مٹاتا ہے — جو سنسکار کے بندھن سے مکتی پاتا ہے

تمام عیش ہے وہ عشرت مجسم ہے
سکون و امن کی دولت اسے فراہم ہے

(۳۶۷)

جو تیری ناؤ میں پانی بھرا ہی اُسکو اُلیچ   یہ غور کس لئے ہکیا دیکھتا ہی، اُسکو ا...
بہت ہی اس میں گرانی کہیں نہ لے ڈوبے   بلند سر سے ہی پانی۔ کہیں نہ لے ڈوب...
اُلیچ اُلیچ اسے جلدی اُلیچ کہ ہلکی ہو   پیامبر نہ کہیں ناؤ یہ اجل کی ہ...
یہ بھیر اپنے پرائے کا سر سے جلد نکال   کوئی بچا نہیں سکتا، سنبھال خود کو سنبھ...

یہ زندگی ہی دو روزہ ثبات حاصل کر
تعلقات جہاں سے نجات حاصل کر

(۳۶۸)

جو کام سوئی کا اپنی نظر سے لیتا ہی   جو پانچ قسم کی چیزوں کو چھید دیتا ہی
بہ شوق جو رہ ایثار سے گزرتا ہی   جو پانچ قسم کی چیزوں کو ترک کرتا ہی
پسند ایک نرالا طریق کار کرے   جو پانچ قسم کی چیزوں کو اختیار کرے
ملی ہو روز ازل چشم امتیاز جسے   ہو پانچ قسم کی چیزوں سے احتراز جسے

وہ اپنے مدمقابل کو ٹوک دیتا ہی
وہ بڑھ کے سیل حوادث کو روک دیتا ہی

(۳۶۹)

مرے عزیز سمجھ دار اگر ذرا تو ہے   جو مختصر کیش ہی تیرا خطاب بھکشو ہے
جو کہہ رہا ہوں اسے کان کھول کر سن لے   مرے چمن سے یہ گلہائے دل نشیں چن لے
مآل کار کی جانب سے یوں نہ غافل ہو   ترا جمود نہ تیرے عمل میں حائل ہو
ہلاکِ خنجر لذات اب نہ ہرگز ہو   اسیر حلقہ جذبات اب نہ ہرگز ہو

لگے گی آنچ تو زار و نزار روئے گا
تجھے یہ آہنی گولا جھلس کے رکھ دے گا

(٣٧٠)

جو بے شعور ہی محروم آگہی سے ہے — جو تیرہ دل، خرد و ہوش کی کمی سے ہے
کبھی وہ قلب کو یکسو بنا نہیں سکتا — نظر کو کھینچ کے مرکز پہ لا نہیں سکتا
جو رکھ سکے نہ کبھی اپنے دل کو قابو میں — نہ تل سکے جو مساوات کی ترازو میں
اُسے شعور میسر ہو غیر ممکن ہے — وہ عقل و ہوش کا پیکر ہو غیر ممکن ہے

جو دیدہ ور ہی مساوات جس میں کامل ہے
وہ رستگار ہی، نروان اس کو حاصل ہے

(٣٧١)

مدام گوشۂ عزلت میں ہو بسر جس کی — نہ ہو وسیلۂ آوارگی نظر جس کی
دل و دماغ نہ ہوں انتشار سے برہم — نظر نہ آئیں کسی اعتبار سے برہم
جو کام ضبط سے لے خود پہ جس کو قابو ہو — سکوں پذیر جو دل ہو، دماغ یکسو ہو
جو اپنے دھرم سے ہو آشنا تمام و کمال — ہو اپنے فرض کا جس کو پتا تمام و کمال

اسی کو دولت عیش دوام حاصل ہے
اسی کی ذات مجسم نجات کامل ہے

(٣٧٢)

جو سامنے ہی شہود و غیوب کا منظر — طلوع کا یہ نظارہ غروب کا منظر
یہ کوئی شے بھی جو چڑھتی ہی اور اترتی ہے — ہر آدمی کی نظر ان کی سیر کرتی ہے
جو دھیان اوج کی پستی کی سمت دیتا ہے — جو ہست و نیست کے مکتب سے درس لیتا ہے
وہ عارفوں کی نظر میں حبیب ہوتا ہے — وہ کاملوں کے دلوں سے قریب ہوتا ہے

وہ ان کے لطف و کرم سے نہال رہتا ہے
وہ غرق ساغر صہبائے حال رہتا ہے

(۳۷۳)

جو دیدہ ور ہیں نظر سے جو کام لیتے ہیں — مئے خرد کا جو ہاتھوں میں جام لیتے ہیں
مشاغل اس کے یہ دو چار ابتدائی ہیں — طریق زیست میں مصروف رہنمائی ہیں
حواس جتنے ہیں اک ضبط میں انکیں لانا — دل و دماغ پہ قابو بہ ہر نمط پانا
طریق صبر و تحمل پہ گامزن رہنا — ہر ایک قسم کی افتاد شوق سے سہنا
ہر ایک کام میں چستی ۔ عمل فقیروں کا
ہو ساتھ نیک معاشوں کا، دستگیروں کا

(۳۷۴)

کرے خلوص و محبت سے خلق کی خدمت — کرے صفائی نیت سے خلق کی خدمت
ملے تپاک سے گھر پر اگر کوئی آئے — برنگ فرش بنے عجز کوش بچھ جائے
چلن درست ہو، محبوب ہر طریقہ ہو — دل اسکو دیکھ کے ہو شاد جو سلیقہ ہو
نہ کوئی فکر نہ غم ہو۔ تمام مستی ہو — مئے نشاط سے لبریز جام ہستی ہو
زمیں سے مٹ کے رہے، آسماں سے مٹ کے رہے
نشانِ کلفت و حرماں جہاں سے مٹ کے رہے

(۳۷۵)

کبھی نگاہ بھی جوہی کے پیڑ پہ کی ہے — چمن میں جا کے کبھی اُسکی شان دیکھی ہے
ہوا جہاں بھی کوئی پھول خشک مرجھایا — کسی نے اس کو دوبارہ نہ شاخ پہ پایا
وہ ٹہنیوں پہ پھر اک آن رہ نہیں سکتا — پھر اُس کی زیست کا امکان رہ نہیں سکتا
طریق کار یہی بھکشوؤ، تمھارا ہو — نہ اپنی ذات میں اک عیب بھی گوارا ہو
خیال خویش و بیگانہ کو چھوڑ دیتا ہے
تعلقات کی زنجیر توڑ دیتا ہے

(۳۷۶)

جسے نصیب ہی سرمایۂ تن آسانی
جسے ذرا بھی نہیں کلفت گراں جانی

ہر ایک عضو ہی سالم بدن میں چستی ہی
ہر ایک طرح سے بے عیب تندرستی ہی

زبان جس کی ہی شیریں کلام سنجیدہ
سکونِ دل کی حلاوت کا ہی جو گرویدہ

کمال محویت ذات جس سے پیدا ہی
فنائے فقر کی ہر بات جس سے پیدا ہی

جہاں کے عیش سے جو بے نیاز رہتا ہے
اسی کو تارک اکمل زمانہ کہتا ہے

(۳۷۷)

مصیبتوں میں جو خود ہی بہ شوق پڑتا ہے
بہادری سے طبیعت کے ساتھ لڑتا ہے

طرح طرح سے جو لیتا ہے امتحاں اپنا
زمیں پہ خود ہی جو بنتا ہی آسماں اپنا

جو ضبط و جبر سے ہر وقت کام لیتا ہے
جگر کو چوٹ کے پڑنے پہ تھام لیتا ہے

جو نفسِ خوار کو تسخیر خود ہی کرتا ہے
فنائے ذات کی تدبیر خود ہی کرتا ہے

اسی کو آگہہ کامل زمانہ کہتا ہے
وہی محیط مسرت میں غرق رہتا ہے

(۳۷۸)

خود اپنی ذات کا مختار کل ہر انساں ہی
یہ اپنے ملک کا اک بے شریک سلطاں ہی

نہیں مجال کسی کی جو اسکو ٹوک سکے
نہیں یہ تاب کسی میں جو اسکو روک سکے

ہی اختیار کوی رنگ اختیار کرے
ہی اختیار کوی ڈھنگ اختیار کرے

حکومت اس کی ہی خود پر یہ اپنا حاکم ہی
اسی لئے تو اسے ضبط نفس لازم ہی

رکھے سنبھال کے گھوڑے کو جس طرح تاجر
اسی طرح سے رہے خود یہ آدمی قادر

(۳۷۹)

جو بھکشو ہے وہ ہمیشہ نہال رہتا ہے
غریق قلزمِ صہبائے حال رہتا ہے
مجسمہ ہے وہ اک لازوال مستی کا
خم شراب ہے اک جام اسکی ہستی کا
یقیں جو بدھ کی باتوں پہ دل سے لاتا ہے
جو پاؤں کارگہ ترک میں اٹھاتا ہے
ہر ایک نقش جبیں کو مٹا کے رہتا ہے
تعلقات سے دامن چھڑا کے رہتا ہے
مسرت ایسی مسرت نصیب ہوتی ہے
اسے سکون کی دولت نصیب ہوتی ہے

(۳۸۰)

شباب ہی میں جو لیتا ہے عقل و ہوش سے کام
شباب ہی میں جو رکھتا ہے دل کو زیر لجام
تمام لہو و لعب سے نفور رہتا ہے
فجور و فسق کے عالم سے دور رہتا ہے
سی بھی چیز پہ اٹھتی نہیں نظر جس کی
مزے سے چین سے ہوتی ہے یوں بسر جس کی
صاف صورت ماہِ منیر رہتا ہے
جو بے نیازِ سحاب مطیر رہتا ہے
تمام دہر پہ کرتا ہے نور کی بارش
خوشی کی، عیش و طرب کی، سرور کی بارش

چھبیسویں گفتگو

برہمن کے بارے میں

(۳۸۱)

جو میل دل میں بھرا ہے اُسے نکال عزیز ۔۔۔ ہوا و حرص کے سینے کو چھید ڈال عزیز
ذرا تو اپنی طرف دیکھ تو برہمن ہے ۔۔۔ یہ وصف اُسکے ہیں جو نیک خو برہمن ہے
رہ عمل میں ہمیشہ رہے قدم تیرا ۔۔۔ دم اخیر بھی چلتا رہے قلم تیرا
جو آئیں پاس ترے خواہشات دور بھگا ۔۔۔ ذرا بھی اس میں تامل نہ کر ضرور بھگا
نقوش جتنے ہیں دل میں انکو فنا کر دے
اس آئینے پہ بس اب فقر کی جلا کر دے

(۳۸۲)

اگر حواس پہ قابو نصیب ہو جائے ۔۔۔ اگر طبیعت یکسو نصیب ہو جائے
اگر خیال کو پاکیزگی میسر ہو ۔۔۔ نظر بلند جو ہو آگہی میسر ہو
یہ قید و بند کا قصہ تمام ہو جائے ۔۔۔ یہ زندگی دو روزہ دوام ہو جائے
نہ بچپنا ہو، جوانی ہو پھر نہ پیری ہو ۔۔۔ نہ مرگ و زیست کے چکر میں پھر اسیری ہو
جہالتوں کے جو بادل گھرے ہیں چھٹ جائیں
پڑی ہیں پاؤں میں جو بیڑیاں وہ کٹ جائیں

(٣٨٣)

حدِ یقین و گماں سے بھی ہے جو دور بہت — حدِ زمین و زماں سے بھی ہے جو دور بہت
جو بے کنار ہو، پایاں کہیں نہ ہو جس کا — علام ذرا بھی نمایاں کہیں نہ ہو جس کا
تعلقات سے کچھ واسطا نہیں جس کو — سوا کی فکر۔ غمِ ماسوا نہیں جس کو
ہراس و بیم کا جس میں ذرا بھی نام نہ ہو — ملال و عیش سے جسکو ذرا بھی کام نہ ہو

ضمیر صاف ہے اس کا دماغ روشن ہے
مری نظر میں برہمن۔ وہی برہمن ہے

(٣٨٤)

مراقبہ کا جو رکھتا ہے شغل۔ دھیانی ہے — نگاہ جسکی حقیقت پہ ہے جو گیانی ہے
کوئی بھی عیب نہیں جسکے دامنِ دل میں — کوئی بھی خار نہیں جسکے گلشنِ دل میں
جو گوشہ گیر ہے۔ خلوت گزیں جو ہوتا ہے — الگ تھلگ ہے جو تنہا نشیں جو ہوتا ہے
جو نیک و پاک ہے، ہر سعی جسکی ہے مشکور — جو اپنی ذات میں ہے مست۔ راگ رنگ سے دور
رواج و رسم کی بندش کا جو نہیں قائل — جہالتوں کی پرستش کا جو نہیں قائل

وہ حق شناس ہے۔ ممتاز ہے مقام اس کا
مری سمجھ میں برہمن فقط ہے نام اس کا

(٣٨٥)

مدام دن میں چمکتا ہے مہرِ عالم تاب — یہ کھولتا ہے دمِ صبح آکے نور کا باب
مہِ منیر کی تابانیوں کا وقت ہے رات — ازل سے اُسکی درخشانیوں کا وقت ہے رات
جو چھتری ہے تو تیغ سے وہ نور پاتا ہے — ضیائے جوشنِ بازو سے جگمگاتا ہے
برہمنوں میں چمک محویت سے آتی ہے — جبیں کی لوح اسی سے فروغ پاتی ہے

جو بدھ ہیں وہ جلالت سے اپنی روشن ہیں
تجلیات ہزاروں بہ زیر دامن ہیں

(۳۸۶)

ہر ایک قسم کی تردامنی سے پاک جو ہی
جلال روے حقیقت سے تابناک جو ہی
جو اپنی بے گنہی کی بذات خود ہو دلیل
اسی کو لوگ برہمن کا دیں خطاب جلیل
طریق کار میں جو اعتدال رکھتا ہے
جو نیک وید کا ہمیشہ خیال رکھتا ہے
درست اس کا چلن خوب اسکی ہستی ہی
رخ جمیل سے پاکیزگی برستی ہی
مٹا چکا ہی جو دل سے نشاں کثافت کا
ہی اک وہ مہر منور سپہر عظمت کا

(۳۸۷)

اٹھائے ہاتھ نہ کوئی کبھی برہمن پر
ذرا بھی آنچ نہ آئے کسی برہمن پر
اگر کوئی غلطی سے خطا یہ کر بیٹھے
غریب پر ستم ناروا یہ کر بیٹھے
ہی برہمن کا بھی یہ فرض انتقام نہ لے
رہے جو اس پہ قابو عوض کا نام نہ لے
ہی نامراد۔ برہمن پہ جو ستم ڈھائے
بلا کتنوں پہ اذیت دہی کو چڑھ آئے
مگر ہی اس سے سوا تف اس برہمن پر
کرے جو قہر کی بارش غنیم بدظن پر

(۳۸۸)

الگ تھلگ جو رہے دوستوں عزیزوں سے
جو اپنے دل کو ہٹا لے تمام چیزوں سے
جو شے بھی اس کی ہو محبوب چھوڑ دے اسکو
جو سلسلہ بھی ہو مرغوب توڑ دے اسکو
برہمنوں کے لئے شرط یہ ضروری ہی
یہ درد وہ ہی جو درمان ناصبوری ہی
جو منھ جفا سے تشدد سے موڑ لیتا ہی
کسی کے دل کا دکھانا جو چھوڑ دیتا ہی

اسی کو قید الم سے نجات ملتی ہے
اسی کو صرف دوامی حیات ملتی ہے

(۳۸۹)

کبھی کسی کو زباں سے جو دکھ نہیں دیتا
خراب کام جو اس سے کوئی نہیں لیتا
ہو جس کی جنبش اعضا تمام نیک و مفید
جو اپنے جسم سے لیتا ہو کام نیک و مفید
رہ گنہ سے جسے انحراف ہوتا ہو
برنگ آئینہ دل جس کا صاف ہوتا ہو
زباں کو، جسم کو دل کو جو پاک رکھتا ہو
جو لوح زیست کو یوں تابناک رکھتا ہو

چراغ راہ ہو وہ، اس کا نام روشن ہو
جو عین صدق و صفا ہو وہی برہمن ہو

(۳۹۰) سبق جو بدھ کا ہو جو ہو بدھ کی تعلیم
جو اس حبیب جہاں نے دیا ہو درس عظیم
سکھانے والے ہیں اسکے بہت بزرگ انساں
ہو محو بارش آب حیات ان کی زبان
ضرور ان کی ہر اک بات کا یقیں کر لو
جو وہ بتائیں، سنو اور دل نشیں کر لو
وہ باوقار ہیں۔ تعظیم ان کی لا و بجا
وہ نامدار ہیں تکریم ان کی لا و بجا

ہوں ان کے آگے برہمن کا سر ہو خم جیسے
یہ مانتا ہے اسے دل سے محترم جیسے

(۳۹۱)

ٹائیں رکھ کے برہمن کوئی نہیں ہوتا
بزرگ اس سے کبھی آدمی نہیں ہوتا
گو ترے نذر یہی ہے جسم سے کوئی
فضول کیوں پھر اسے برہمن کہے کوئی
راستی کا صداقت کا ہے علم بردار
نثار دھرم ہو جس پر جو دھرم پر ہے نثار
عار نیک ہو محمود ہو چلن جس کا
برنگ شعلہ بے دود ہو چلن جس کا

اسی کے وصف گنانے میں تر زباں رہئے
برہمن اصل میں ہی۔ برہمن اسے کہئے

(۳۹۲)

عزیز۔ سوانگ یہ بیکار کیوں رچایا ہی
جٹا یہ کس لئے، بالوں کو کیوں بڑھایا ہی
ہرن کی کھال یہ کیوں زیب جسم ہی احمق
یہ اک فریب ہی یہ اک طلسم ہی احمق
کوئی بزرگ صفا کیش ایسے بنتا ہی
ہی یہ غلط کہیں درویش ایسے بنتا ہی
کثافتوں سی کثافت تمام باطن میں
غلاظتوں سی غلاظت تمام باطن میں
تلا ہوا ہے مگر ظاہری صفائی پر
ہزار حیف دکھاوے کی پارسائی پر

(۳۹۳)

لباس جسم پہ چاہے پھٹا پرانا ہو
مگر شعار حقیقت میں نار کا نہ ہو
نحیف بید کی مانند خواہ دبلا ہو
ضعیف تار کی مانند خواہ پتلا ہو
نسیں تمام بدن کی دکھائی دیتی ہوں
ابھر ابھر کے یہ انگڑائیاں سی لیتی ہوں
جو بن میں رہ کے اکیلا قیام کرتا ہی
جو ترک و جبر کا یوں اہتمام کرتا ہی
وہی ہی صرف برہمن یہ جانتا ہوں میں
اسی کو مرد صفا کیش مانتا ہوں میں

(۳۹۴)

وہ برہمن نہیں جو برہمن کا جایا ہی
جہاں میں جس نے برہمن کا جنم پایا ہی
برہمنی جو ہوئی ماں تو فائدہ کیا ہی
حسب نسب ہی یہ کیسا یہ سلسلہ کیا ہی
برہمنوں کے خیالات جس میں ہوتے ہیں
یہ خوبیاں یہ کمالات جس میں ہوتے ہیں
اسی کو قابل تقدیس جانتا ہوں میں
اسی کو لائق تکریم مانتا ہوں میں

جو بے نوا ہی، کسی سے جو کچھ نہیں لیتا
مرے عزیز! برہمن خطاب ہی اُس کا

(۳۹۵)

تمام قسم کی پابندیوں سے بیگانہ — خود اپنی آگ میں جلنا ہر رنگ پروانہ
ہر ایک قید، ہر اک جال کاٹ دیتا ہی — تمام رشتۂ اموال کاٹ دیتا ہی
کسی سے بھی کبھی ہیبت زدہ نہیں ہوتا — بری ہی خوف سے۔ دہشت زدہ نہیں ہوتا
سبھا سے کام نہ جس کو غرض نہ سنگت سے — نہ شوق ہے نہ جسے کچھ لگاؤ نفرت سے

برہمن اصل میں ہی، حق نگر ہی ذات اُسکی
وہی ہی صرف مقدس۔ بڑی ہی بات اُسکی

(۳۹۶)

یہ ندو[1] کیا ہی۔ یہ رسی کی قید کیسی ہی — یہ قسم قسم کی بندش بھی کیا ضروری ہی
یہ پاؤں کس لئے، پاپوش کے رہیں محتاج — جنوں یہ کس لئے جوتے کا ہی دخیل مزاج
عجیب کچھ ہی یہ سج دھج، یہ ڈھب نرالا ہی — یہ جال کس لئے بیکار منھ پہ ڈالا ہی
جو بندھنوں کو نظر سے اتار دیتا ہی — تمام بوجھ یہ سر سے اتار دیتا ہی

جسے پسند نہیں قید و بند میں رہنا
بجا ہی ٹھیک ہی صرف اس کو برہمن کہنا

(۳۹۷)

سب و شتم پہ بھی خندہ جبیں جو رہتا ہی — کمال ضبط سے جو گالیاں بھی سہتا ہی
کوئی جو ذبح بھی کر دے تو منھ سے اف نہ کرے — زباں سے حرف نکالے نہ ایک تف نہ کرے
نہ قید و بند میں بھی جسکو ہو پریشانی — بنے جو طوق و سلاسل سے بھی نہ زندانی
عطا کی، عفو کی، دشمن پہ بھی نظر جو کرے — ہر ایک ظلم و تشدد کو درگزر جو کرے

---
[1] ندو۔ یعنی بال نوچنے کا عمل

قدم اسی کے فقط چشم دسر سے لیتا ہوں
خطاب میں تو اسے برہمن کا دیتا ہوں

(۳۹۸)

جو شانت ہے، جسے غصہ کبھی نہیں آتا
دماغ جس کا نہیں خواب میں بھی گرماتا
جو اپنے عہد پہ قائم مدام رہتا ہے
اسی پہ جس کا عمل ہے، جو منھ سے کہتا ہے
خیال پاک ہیں اطوار جس کے اچھے ہیں
شعار نیک ہے کردار جس کے اچھے ہیں
ہوس سے دور ہے، دل پر، حواس پر غالب
ہے جس کا قالبِ خاکی یہ آخری قالب
نہ موت جس کی ہو تجدید زندگی کے لئے
خطاب ہے یہ برہمن کا صرف اسی کے لئے

(۳۹۹)

کنول کے پتّے پہ بوندیں ہوں جیسے پانی کی
ہو کیفیت وہی ہستی کی۔ زندگانی کی
ہو جیسے نوک پہ آری کے دانہ سرسوں کا
اسی طرح سے مناسب ہے دہر میں رہنا
جو قسم قسم کے ہیں بھوگ، ان سے دور رہے
نہ اپنی جان کو لے روگ، ان سے دور رہے
تمام عیش سے عشرت سے دل ہٹائے رہے
ہر ایک قسم کی لذت سے دل ہٹائے رہے
بقا کا راز نمایاں ہے، جس پہ روشن ہے
رہے جو یوں وہی انساں فقط برہمن ہے

(۴۰۰)

جسے نجات اسی زندگی میں حاصل ہو
جسے نصیب اسی میں سکون کامل ہو
ہر ایک درد کا درماں جسے مہیا ہو
ہر ایک رنج سے جو بے نیاز رہتا ہو
غم و الم کا ہے معلوم ہر علاج جسے
نہیں جہاں میں کسی شے کی احتیاج جسے
ہر ایک بوجھ کو جس نے اتار ڈالا ہے
تعلقات جہاں سے بلند و بالا ہے

اسی کے نام پہ سب کچھ نثار کرتا ہوں
اسی کو صرف برہمن شمار کرتا ہوں

(۴۰۱)

پچھی تلی ہے روش جسکی جو ہے سنجیدہ — جو ہے بلند نظر، عقل مند، فہمیدہ
جو علم داں ہے، شعور تمام رکھتا ہے — خرد سے ہوش سے دانش سے کام رکھتا ہے
ہر اک طریق بد و نیک سے جو ہے آگاہ — جسے خبر ہے کہ اچھی بُری ہے کون سی راہ
یہ جانتا ہے کہ رازِ حیات کیا شے ہے — یہ جانتا ہے کہ رازِ نجات کیا شے ہے
رموزِ حق کا جو آئینہ دار ہوتا ہے
برہمنوں میں اسی کا شمار ہوتا ہے

(۴۰۲)

جو ہو گیا ہے گرہستی کے جال سے آزاد — ہے اس مرض سے بری، اس وبال سے آزاد
جسے نہ خواہش دنیا نہ خواہش عقبےٰ — ہٹا چکا ہے جو دل سے خیال دونوں کا
جہاں میں رہ کے بھی آغشتہ جہاں جو نہیں — شریک ہو کے بھی پابند خانماں جو نہیں
مٹا چکا ہے جو ہر داغ آرزو دل سے — اٹھا چکا ہے رقیبوں کو اپنی محفل سے
اسی کو ٹھیک ہے دینا لقب برہمن کا
فقط اسی کو ہے زیبا لقب برہمن کا

(۴۰۳)

وجود ہو کوئی بے جان یا ہو وہ جاندار — کسی کو بھی جو نہ پہنچائے رنج، دے آزار
کرے کسی کی نہ ہنسا ضرر نہ پہنچائے — زباں سے، دل سے، عمل سے ہر اک کو اپنائے
کسی کو بھی جو نہ رد یاں کبھی کرے میلا — نہ ہو خیال کسی کی بھی جان لینے کا
مدام جبر و تشدد سے اجتناب کرے — کبھی کسی پہ نہ برپا کوئی عذاب کرے

قدم اسی کے اگر بڑھ کے لیجئے تو بجا
خطاب اسی کو برہمن کا دیجئے تو بجا

(۴۰۴)

جسے طریق محبت سے انحراف نہیں
کبھی جو اپنے مخالف کے بھی خلاف نہیں
جو دشمنوں سے بھی کرتا ہی دوستی کا سلوک
وفا کا مہر و مروت کا آشتی کا سلوک
سزا کسی کو خطا پر بھی جو نہیں دیتا
عوض کسی کی شرارت کا جو نہیں لیتا
بھرے خزانہ کوئی زر سے، وہ نہیں بھرتا
کرے متاع کوئی جمع، وہ نہیں کرتا

اسی کا شام و سحر معترف میں رہتا ہوں
برہمن ایسے ہی انسان کو میں کہتا ہوں

(۴۰۵)

یگانگی سے غرض کچھ نہ جسکو رغبت سے
جو بے نیاز ہی بیگانگی سے نفرت سے
کسی سے بغض نہ کینہ کسی سے رکھتا ہو
جو واسطہ خرد و آگہی سے رکھتا ہی
غرور و کبر کا جس میں نہیں گماں باقی
حسد کا نام کو جس میں نشاں نہیں باقی
اسی طرح سے یہ چیزیں قریب دل کے نہ ہوں
نہ ٹھہرے نوک پہ آرے کی جسطرح سرسوں

وجود خار کا جس میں نہ ہو وہ گلشن ہے
یہ خوبیاں جسے حاصل ہوں وہ برہمن ہے

(۴۰۶)

تمام جنگ و جدل سے نفور ہو جو کوئی
ہر ایک قسم کے جھگڑے سے دور ہو جو کوئی
لپیٹ سے نہ غرض کچھ نہ لاگ سے مطلب
صفائے دل سے جو رہتا ہو آئنہ مشرب
ہر ایک بات ہو جس کی تچی تلی بالکل
جو گفتگو ہو معانی میں ہو کھلی بالکل
زبان پہ سخن راست صرف لاتا ہو
جو دل کسی کا نہ بھولے سے بھی دکھاتا ہو

شرف یہ اوج یہ دنیا اسے مناسب ہے
برہمنوں میں اسی کا شمار واجب ہے

(۴۰۷)

جو مال غیر کی جانب کبھی نظر نہ اٹھائے — نہ شور و شر سے رکھے کوئی کام۔ سر نہ اٹھائے
بڑی ہو چیز وہ قیمت میں خواہ چھوٹی ہو — وہ خواہ بید سی پتلی ہو، خواہ موٹی ہو
بُری ہو خواہ کوئی چیز خواہ اچھی ہو — نگاہ اس کی طرف بھول کر نہ اٹھتی ہو
ہر ایک قسم کی چوری سے جو گریز کرے — کسی بھی شے پہ نہ دندانِ حرص تیز کرے
اسی کو قابل اعزاز میں سمجھتا ہوں
اُسے برہمن ممتاز میں سمجھتا ہوں

(۴۰۸)

جسے حرام ہو دنیا کے پھیر میں رہنا — جسے حرام ہو عقبےٰ کے پھیر میں رہنا
ہو خواہ کیسی ہی نعمت کسی کا شوق نہیں — فنا کا شوق نہیں زندگی کا شوق نہیں
بلا سے کوئی بھی دولت ملے ملے نہ ملے — بلا سے ایک بھی راحت ملے ملے نہ ملے
کوئی ہوس کوئی خواہش بھی جو نہیں رکھتا — ہوا و حرص سے مطلب ہی جو نہیں رکھتا
برہمنوں کی جو ہیں خوبیاں تو اس میں ہیں
برہمنوں کے ہیں جوہر نہاں تو اس میں ہیں

(۴۰۹)

تعلقات سے جو ہو گیا ہو بیگانہ — بھلا چکا ہو جو دل سے یہ دل کا افسانہ
کسی سے جس کو ذرا بھی نہ واسطہ نہ غرض — کبھی نہیں جسے لاحق یہ عارضہ یہ مرض
یقین جس کا ہے محکم شکارِ وہم نہیں — کسی مقام پہ بھی شہر مسادہ وہم نہیں
حدِ کمال پہ پہنچی ہے آگہی جس کی — مٹی ہے گیان کے امرت سے تشنگی جس کی

اسی کے سامنے فرقِ ادب جھکاتا ہوں
علامتیں میں برہمن کی اس میں پاتا ہوں

(۴۱۰)

یہ جانتا ہی نہیں خیر کیا ہے شر کیا ہے
جسے پتہ ہی نہیں عیب کیا ہنر کیا ہے
ثواب جس کے لئے ایک لفظ بے معنی
عذاب جس کے لئے ایک لفظ بے معنی
برنگِ سبزۂ بیگانہ پائمال نہیں
کوئی بھی غم نہیں، جس کو کوئی ملال نہیں
ذرا بھی میل نہیں جس میں شکلِ آئینہ
ضمیر جس کا ہے شفاف۔ صاف ہے سینہ

کہوں کسی کو برہمن تو بس کہوں اسکو
بہت بڑا یہ لقب ہے جو دوں تو دوں اسکو

(۴۱۱)

شعار نیک ہے جس کا جو پاک دامن ہے
جو واقعی مہِ کامل کی طرح روشن ہے
جو اک مرقعِ بے عیب ہے صفائی کا
حیات جس کی نمونہ ہو پارسائی کا
بنا ہو جو صدفِ تابناک اندر سے
دکھائی دے گہرِ آبدار باہر سے
مٹا چکا ہو جو دل سے نشانِ حرص و ہوس
اٹھا چکا ہو جو آگے سے خوانِ حرص و ہوس

وہ محترم ہے مرا۔ دم اسی کا بھرتا ہوں
میں صرف ایسے برہمن کی قدر کرتا ہوں

(۴۱۲)

نکل چکا ہو جو آواگون کے چکر سے
نکل چکا ہو جو مکر و فتن کے چکر سے
رخ اس کی سمت کبھی بھول کر نہیں کرتا
جو اس کی دید سے خوفِ نظر نہیں کرتا
گزر چکا ہو وجود و عدم کی راہوں سے
گرا چکا ہو جو کونین کو نگاہوں سے
جو پاک وہم سے ہے مستقل ہے، دھیانی ہے
فنا کا خوف نہیں جس کو۔ جاودانی ہے

نثار اس پہ ہوں، اس کی بلائیں لیتا ہوں
وہ برہمن ہے، اسی کو شرف یہ دیتا ہوں

(۱۳)

ہے ترک جبر کی راہ عظیم جس کو پسند　　جو نفس دوں کے تقاضوں سے ہو چکا ہے بلند
جو راگ رنگ کی دنیا سے ہاتھ اٹھائے ہو　　جو لذتوں کی تمنا سے ہاتھ اٹھائے ہو
نکل چکا ہو جو قلب و نظر کے زنداں سے　　الگ تھلگ ہے جو دیوار و در کے زنداں سے
ذرا بھی جس میں نہیں خواہشات نفسانی　　سرشت ہی میں نہیں جس کی پایہ جولانی
رواں نجات مکمل کی شاہراہ میں ہے
وہ شخص صرف برہمن مری نگاہ میں ہے

(۱۴)

ہوا و حرص کی جو بندگی نہیں کرتا　　رخ ان بلاؤں کی جانب کبھی نہیں کرتا
رواں مدام ہے بانا ہے جس کا درویشی　　بنا چکی ہے جسے آئینہ صفا کیشی
قیام ایک جگہ جو کبھی نہیں رکھتا　　جو قید و بند کا ساماں کوئی نہیں رکھتا
جو کر چکا ہے فنا دل سے حرص تشنہ کو　　بنا چکا ہے جو مردہ حواس خمسہ کو
اسی کے سامنے خم ہو گیا یہ سر تعظیم
اسی کو صرف برہمن کروں گا میں تسلیم

(۱۵)

جو مضطرب نہیں لذات دنیوی کے لئے　　عذاب انکو سمجھتا ہے آدمی کے لئے
جو عشرتیں ہیں دخیل مزاج انسانی　　جو ہیں بنائے ہوئے انکو اپنا زندانی
کبھی نگاہ بھی ان کی طرف نہیں کرتا　　دل غریب کو ان کی طرف نہیں کرتا
جو ماورائے جہاں کا بھی خواستگار نہیں　　جو شوق لطف جناں سے بھی بیقرار نہیں

اسے خوشی سے برہمن کا مرتبہ دوں گا
اسے خوشی سے برہمن قبول کر لوں گا

(۴۱۶)

کوئی پسند کی شے ہو کہ ناپسندیدہ — بلند سب سے ہے جس کا مزاج سنجیدہ
دل و حواس پہ رہتا ہے اختیار جسے — جو بے قرار نہیں، ہے بہم قرار جسے
کسی طرح کی بھی جس کو نہیں پریشانی — نہ ٹیس جسم میں کوئی نہ درد روحانی
بہت دلیر ہے، رکھتا ہے مرتبہ اعلا — تمام کون و مکاں کا ہے جیتنے والا
سلیم و باخبر و باشعور مانوں گا
اس آدمی کو برہمن ضرور مانوں گا

(۴۱۷)

جسے خبر ہے کہ ہے چیز کیا یہ پیدائش — ہے کس کی مدح کا اک سلسلہ یہ پیدائش
یہ جانتا ہے کہ ہے موت نام کس شے کا — نشاں کو سب کے مٹانا ہے کام کس شے کا
جسے غرض نہیں غم سے، خوشی نہیں رکھتا — کسی سے کوئی تعلق کبھی نہیں رکھتا
چلن عزیز ہے محبوب ہے روش اس کی — وہ دیدہ ور ہے بہت خوب ہے روش اسکی
وہی ہے آگہِ اسرار جانتا ہوں میں
برہمن اس کو تہہ دل سے مانتا ہوں میں

(۴۱۸)

عجیب اس کا ہے باطن عجیب ہے ظاہر — وقار اس کا سمجھنے سے دیوتا قاصر
وجود پاک سے اس کے کوئی نہیں واقف — بشر تو کیا ہے کہ گندھرب بھی نہیں واقف
یہ ہے خیال مرا، یہ مرا عقیدا ہے — وہ ایک رازِ نہانی ہے، اک معما ہے
بلند بام ہے، پستی کا اس میں نام نہیں — سوائے فقر و فنا اور کوئی کام نہیں

فضیلت ایسی کہاں دوسرے کو حاصل ہو
اسے کہوں گا برہمن وہ مردِ کامل ہی

(۴۱۹)

...ود وقت کا پابند وہ نہیں رہتا — قیود وقت کا پابند وہ نہیں رہتا
...ے زمانۂ رفتہ سے کچھ غرض ہی نہیں — پھنسائے دل کو رہے اسمیں یہ مرض ہی نہیں
...د حال سے ہی، بے نیاز آئندہ — دوام ہی اسے، ہستی ہی اس کی پائندہ
...ہ زماں سے مقید نہ وہ مکاں میں اسیر — مجال کیا کہ ہو کوئی بھی اس کا دامن گیر

وہ اس وقار سے اس مرتبے پہ فائز ہی
خطاب اس کو برہمن کا صرف جائز ہی

(۴۲۰)

...یک طرح سے ممتاز جس کی ہستی ہی — جہاں میں باعث صد ناز جسکی ہستی ہی
...ر فروش ہی، بیباک ہی، جیالا ہی — سلوک نیک ہی جس کا شعار اعلیٰ ہی
...شی ہی جو کامل ہی، فتح مند جو ہی — جو استوار عزائم میں ہی۔ بلند جو ہی
...الم ایک طرف اور اک طرف عامل — ہر ایک راز سے آگاہ۔ عارفِ کامل

مدام مست جو رہتا ہی وہ برہمن ہے
مرا ضمیر یہ کہتا ہی، وہ برہمن ہے

(۴۲۱)

...پنے قالب پیشیں سے آگہی جسکو — گزشتہ جنم کی ہی یاد زندگی جسکو
...تا ہی کہ دوزخ ہی کیا، بہشت ہی کیا — جو راز دار بھی ہی راز داں بھی دونوں کا
...سلسلۂ عدلیت کے چکر سے ہو چکا ہی رہا — جو پھر کبھی نہیں دار فنا میں آنے کا
...چکا ہی نجاتِ دوام کا سامان — جو موکش پد پہ رسا ہی، جو پا چکا نروان

برنگ شمع جو کون و مکاں میں روشن ہی
کہوں گا اس کو یہ ہمن وہی برہمن ہی

خاتمہ

آج ایک دیرینہ آرزو پوری ہوئی۔ مبارک دن تھا وہ جب میں نے دنیا کے عظیم ترین انسان یعنی مہاتما بدھ کے مقدس تلقینات کا ترجمہ اردو زبان میں شروع کیا تھا اور مبارک دن ہی آج کہ جب یہ دشوار گزار مہم حیات وقوت کے مخزن عظیم کی مدد سے طے ہوئی۔

اس سے پہلے بھگوت گیتا کا منظوم ترجمہ "نسیم عرفان" کے نام سے کر چکا ہوں۔ اردو نظم میں یہ ترجمہ کلاسیکل قرار دیا گیا ہے۔ اس کے بعد کالی داس کا شاہکار منظوم "کمار سنبھو" کا منظوم ترجمہ ۱۹۳۹ء سے شروع کر کے ۱۹۴۵ء میں ختم کیا۔ یہ ترجمہ اگست ۱۹۵۲ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کے کچھ حصے گوری شنکر لال صاحب اختر کے رسالہ "ان سرور" میں، کچھ منشی دیا نرائن نگم مرحوم ایڈیٹر "زمانہ" کے وقیع پرچے میں اور کچھ دہلی کے سرکاری رسالہ "آجکل" میں بھی چھپ چکے ہیں۔ فنی اور ادبی لحاظ سے اس ترجمے کا پایہ کیا ہے۔ اس کا صحیح اندازہ کرنے والے تو اب دنیا سے قریب قریب اٹھ چکے ہیں۔ پھر بھی جو چند ہر شناس باقی ہیں وہ ضرور میری اس جگر کاوی کی داد دیں گے۔

اب یہ "دھمپد" کا منظوم ترجمہ پیش ہے، کئی سال اس میں بھی لگ ہی گئے۔ گر درمیان میں مہینوں ناغے بھی ہوئے۔ اگر حساب لگایا جائے تو مسلسل کام کرنے پر

گویا یہ ترجمہ سات آٹھ مہینے میں ختم ہوا۔ کیونکہ بہر حال دنیا کے اور کام بھی تو ساتھ کرنے ہی پڑتے ہیں۔ پھر رجحان طبع یعنی (MOOD) کی بھی بات ہے۔ بغیر موڈ کے میں شعر بہت کم کہتا ہوں اور ترجمہ کے لئے بھی حاضر دماغی کی بہت سخت ضرورت ہے۔

"گیتا"، اور "کمار سنبھو"، کی طرح اس ترجمے میں بھی اردو شاعری کی مروجہ مگر حسین و جمیل پابندیوں کا احترام کیا گیا ہے۔

پالی زبان کے ایک اشلوک کا پانچ اشعار میں ترجمہ کیا گیا ہے تاکہ مفہوم اچھی طرح واضح ہو جائے۔ اس میں شک نہیں کہ اس سے ترجمہ طویل ہو گیا ہے اور بسا اوقات تکرار مضامین یا تکرار بندش سے بھی گریز مشکل ہو گیا ہے۔ مگر اس کے لئے تو اصل مصنف ذمہ دار ہے۔ نثر میں ایک بات کو ایک ہی اسلوب اور یکساں الفاظ میں بار بار دہرایا جا سکتا ہے۔ لیکن نظم میں ایسا کرنا۔ جہاں ایک طرف شاعر کے عجز طبیعت پر دلالت کرتا ہے۔ وہاں دوسری طرف تکرار الفاظ بھی طبیعت پر گراں گزرتی ہے۔ مگر گیتا، کمار سنبھو اور قرآن شریف کے ترجمے سے یہ ترجمہ اس لحاظ سے مختلف بھی ہے کہ اس کے تمام ابواب میں بحر کی یکسانیت اختیار نہیں کی گئی ہے اور ایسا دیدہ و دانستہ کیا گیا ہے تاکہ اس یکسانیت (MONOTONY) سے طبیعت گھبرا نہ جائے۔ اس ترجمے سے مجھے ذاتی طور پر اور عامۃ الناس کو کہاں تک فائدہ پہنچے گا، اس کا اندازہ کرنا میرا کام نہیں۔ میں تو اس حلوائی کے مانند ہوں جو مٹھائیاں تو خوب تیار کرتا ہے، مگر خود نہیں کھاتا۔ مگر ہر کام کا اس کی نوعیت کے مطابق کچھ نہ کچھ نتیجہ نکلنا ضرور ہے۔ اس وجہ سے کلی طور پر اس کی طرف سے مایوسی بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ تراجم سے ذہنی طور پر ضرور فائدہ ہوتا ہے۔ خواہ وہ فائدہ وقتی ہو۔ تھوڑی دیر کے لئے دل و دماغ کی صفائی ضرور ہو جاتی ہے۔ یہی فائدہ کیا کم ہے۔ اور سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ اگر ان تراجم میں اپنی زندگی

کے خالی لمحات نہ گزارتا تو زندگی بسر کیسے ہوتی۔ پھر بھی اگر دنیا میرے اس ترجمے سے کسی قسم کا فائدہ اٹھا سکتی ہے تو اٹھائے۔

اچھا اب رخصت

ساری دنیا کے انسانوں کا بہی خواہ

بشیشور پرشاد منور

۳ر دسمبر ۱۹۵۰ء

مطبوعہ نیشنل پرنٹر کاٹس کمپنی علی گڑھ